دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت

(تصنیفِ لطیف)

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

Vist Uwaysi Books

www.faizahmedowaisi.com

الحمد للہ العلی العظیم والصلوٰۃ والتسلیم علیٰ حبیبہ الرؤف الرحیم

المبعوث بالخلق العظیم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ

الذین نصروا دینہٖ القویم وعلیٰ علماء ملتہٖ الفائزین باستنباط الاحکام من کتابہ القدیم

مقدمہ

قاعدہ ۱: سب کو اِعتراف ہے کہ دعا ایک عبادت اور بہترین عبادت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ[1]

یعنی: بے شک دعا مانگنا بھی عبادت ہے۔اور لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ تَعَالَى مِنَ الدُّعَاءِ[2] یعنی: اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سے کوئی اور عبادت مکرّم نہیں۔

بلکہ دعا کو عبادت کا مغز کہا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ[3] یعنی: دعا عبادت کا مغز ہے۔

ناظرین! غور فرمائیں کہ جب دعا ایک عبادت اور بہترین عبادت ہے بلکہ ہر عبادت کا مغز ہے تو پھر جنازہ کی نماز عبادت اور اُس کے بعد دعا بھی عبادت ہوئی۔ ہم تو بِفضلِہ تعالیٰ ایک عبادت اور بہترین عبادت کے مُرتکِب ہوتے ہیں لیکن جو بد قسمت ایسی عبادت سے روکتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ کا قرآن ذیل (نیچے) کی وَعید (سزا دینے کا وعدہ) سناتا ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ[4] (مومن پارہ ۲۴، ۶ رکوع)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا کہ اے میرے بندو! مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا بے شک وہ لوگ جو میری عبادت (یعنی دعا مانگنے سے) تکبُّر کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنّم میں داخل ہوں گے۔

فائدہ: آیتِ ہٰذا میں دعا مانگنے والوں کو مومن کہا گیا ہے اور اُن کی دعاؤں کو قبول فرمانے کا وعدہ فرمایا گیا اور دعا کے منکرین کو ذلیل و خوار بتا کر جہنّم میں داخل ہونے کی وَعید سنائی گئی۔ دعا بعد جنازہ پر یہ لوگ ہمیں بِدعتی کہہ کر مذاق اُڑاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے متعلق فرمایا:

---

[1] (سنن ابن ماجه، كتاب الدعاء، باب فضل الدعاء، 1258/2، الحديث3828، المكتبة العلمية)

(مسند الإمام أحمد، أول مسند الكوفيين، حديث النعمان بن بشير عن النبي صلى الله عليه وسلم، 267/4، الحديث17888، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[2] (سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب ما جاء في فضل الدعاء، 425/5، الحديث3370، دار الكتب العلمية)

(سنن ابن ماجه، كتاب الدعاء، باب فضل الدعاء، 1258/2، الحديث3829، المكتبة العلمية)

[3] (سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب منه، 426/5، الحديث3371، دار الكتب العلمية)

(المعجم الأوسط، باب الباء، من اسمه بكر، بكر بن سهل الدمياطي، 132/4، الحديث3320، مكتبة المعارف، سنة النشر: 1405ھ/1985م)

[4] (المؤمن:60)

قَالَ اخۡسَـُٔوۡا فِيۡهَا وَلَا تُكَلِّمُوۡنِ ‏(108) اِنَّهٗ كَانَ فَرِيۡقٌ مِّنۡ عِبَادِىۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ ‏(109) فَاتَّخَذۡتُمُوۡهُمۡ سِخۡرِيًّا [5]

ترجمہ: قیامت میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے دوزخیو! دوزخ میں پڑے رہو اور مجھ سے کلام بھی نہ کرو کیوں کہ ایک گروہ میرے بندوں میں سے دعا مانگتے تھے۔اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو اَرحم الرّاحمین ہے لیکن تم نے اُن کا مذاق اُڑایا۔

دیکھئے آیت میں کیسے صاف اَلفاظ میں دعا مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کا فرق بتایا گیا ہے جنازہ میں دعا مانگنے یا نہ مانگنے کا فیصلہ ناظرین خود ہی فرمالیں۔

قاعدہ ۲: ہر ایک عبادت کا وقت مقرّر ہے لیکن دعا ایک ایسی عبادت ہے جس کا کوئی وقت مقرّر نہیں اِس لئے حدیث شریف میں آیا: أكثروا الدعاء [6]

یعنی: دعا بکثرت کرو۔

اور فرمایا: إِذَا سَأَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيُكْثِرْ فَإِنَّمَا يَسْأَلُ رَبَّهُ [7]

جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو کثرت سے مانگے اِس لئے کہ وہ اپنے رب تعالیٰ سے ہی تو سوال کر رہا ہے۔

اور فرمایا: لَقَدْ بَارَكَ اللهُ لِرَجُلٍ فِي حَاجَةٍ أَكْثَرَ الدُّعَاءَ فِيهَا [8] (الحدیث)

بے شک اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی اُس آدمی میں جس نے حاجت میں دعا کی کثرت کی۔

اور فرمایا: اَلْخَيْرَ دَهْرَكُمْ كُلَّهُ، وَتَعَرَّضُوا لِنَفَحَاتِ رَحْمَةِ اللهِ، فَإِنَّ لِلّٰهِ نفحَاتٍ مِنْ رَحْمَتِهِ يُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ [9]

---

[5]) المؤمن:110-108

[6]) الجامع لشعب الإيمان، الثاني عشر من شعب الإيمان باب في الرجاء من الله تعالى، ذكر فصول في الدعاء يحتاج إلى معرفتها، 384/2، الحديث1103، مكتبة الرشد، سنة النشر: 1423ھ/2003م)

[7]) (إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين، ركن المنجيات، كتاب الخوف والرجاء، الشطر الأول في الرجاء، بيان دواء الرجاء والسبيل الذي يحصل منه حال الرجاء ويغلب، الفن الثاني استقراء الآيات، 189/9، الحديث3371، دار الكتب العلمية)

کچھ کتبِ اَحادیث میں احادیث اِن الفاظوں کے ساتھ موجود ہے: إِذَا تَمَنَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُكْثِرْ فَإِنَّمَا يَسْأَلُ رَبَّهُ

(المصنف لأبي شيبة، كتاب الدعاء، في اسم الله الأعظم، 57/7، الحديث(10)-4228، دار الفكر، سنة النشر: 1414ھ/1994م)

(المعجم الأوسط، باب الألف، من اسمه أحمد، أحمد بن زهير التستري، 35/3، الحديث2261، مكتبة المعارف، سنة النشر: 1405ھ/1985م)

[8]) (كنز العمال، تابع الكتاب الثاني من حرف الهمزة من قسم الأقوال، الباب الثامن، الدعاء الفصل الأول: فضله والحث عليه، 65/2، الحديث3138، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الطبعة الخامسة، 1401ھ/1981م)

(جامع الأحاديث، حرف اللام، 417/17، الحديث18498، د حسن عباس زكى)

[9]) (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الزهد، كلام أبي الدرداء رضي الله عنه، 111/7، الحديث34594، (دار التاج لبنان)، (مكتبة الرشد الرياض)، (مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة)، الطبعة: الأولى، 1409 ھ 1989 م)

ترجمہ: ہر وقت ہر گھڑی خَیر مانگتے جاؤ اور تجلیّاتِ(انوارِ) رحمتِ الٰہی کی تلاش رکھو کہ اللہ عزّ و جلّ کے لئے اُس کی رحمت کی کچھ تجلّیاں ہیں کہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے پہنچاتا ہے۔

فائدہ: اُن تجلیّات(انوار اور روشنیوں) سے وہ محروم ہے جو کسی غلط خیال سے نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنے سے جھجھکتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بِلا قید (بغیر کسی شرط کے) فرمایا: اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً[10] **ترجمہ:** اپنے رب سے زاری کرتے ہوئے اور خُفیہ دعا مانگو۔

اور فرمایا: وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ[11]

ترجمہ: اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو میں قریب ہوں۔ مجھ سے جب بھی کوئی دعا مانگنے والا دعا مانگے تو اُس کے سوال کا جواب دیتا ہوں اُن کو چاہیے کہ میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ "رُشد(ہدایت)" پائیں۔

فائدہ: آیتِ کریمہ میں اذا کا لفظ ہے صاف بتادیا کہ دعا مانگنے کا کوئی وقت مقرّر نہیں جب بھی مانگیں خواہ وہ جنازہ کی نماز کے بعد ہو یا اور کوئی اور بلکہ حدیث شریف میں فرمایا: سَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یُحِبُّ اَنْ یُّسْأَلَ[12]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے اُس کا فضل مانگو اِس لئے کہ وہ سوال سے خوش ہوتا ہے۔

اِن آیات واَحادِیث میں مُطلَق(بلا قید) دعا کا حکم ہے کسی ایک وقت کی مُمانَعت (نفی) نہیں حالانکہ نماز، روزہ اور دیگر بعض عبادات ایسی ہیں کہ جن کے لئے اَوقات کی پابندی لازمی ہے کہ فُلاں وقت میں یہ عبادت کرو اور فُلاں وقت میں نہ کرو۔

لیکن دعا ایک ایسی عبادت ہے کہ اُس کے لئے کسی وقت کی پابندی نہیں مخالِفین کہا کرتے ہیں کہ واقعی آیات واَحادِیث میں عُموم تو ہے لیکن نماز کے بعد دعا کے متعلق تو کوئی حکم نہیں اگرچہ یہ اُن کی جہالت ہے کیوں کہ اَحادِیث میں نمازِ جنازہ کے بعد دعا کا حکم موجود ہے۔

فقیر آگے چل کر عرض کرے گا لیکن ایک لطیفہ اُن کی طَبعِ ناساز(بدمزاجی) کے لئے پیشِ خدمت ہے:

لطیفہ: کسی اَحمق(بیوقوف) کو کہا گیا کہ نماز پڑھو اُس نے کہا مجھ پر فرضیّت کی دلیل لاؤ۔ اُسے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ[13]

---

[10]) الأعراف:55

[11]) البقرة:186

[12]) (المعجم الأوسط، باب الميم، من اسمه محمد، محمد بن الحسين الأنماطي، 79/6، الحديث5165، مكتبة المعارف، سنة النشر: 1405هـ/1985م)

(سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب في انتظار الفرج وغير ذلك، 528/5، الحديث3571، دار الكتب العلمية)

[13]) البقرة:43 **ترجمہ:** اور نماز قائم رکھو

اُس نے کہا یہ تو عام حکم دیا ہے میرا کہہ کر تو نہیں کہا گیا کہ نماز پڑھ۔ بھلا اَحمق (بیوقوف) کو کون سمجھائے کہ اِس عُموم میں تو بھی شامل ہے یہ لوگ بھی اُسی قسم کے اَحمق (بیوقوف) ہیں کہ جب قرآن نے بِلا تَخصیص (بغیر خاص کئے) حکم فرمایا ہے اب نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنے کو عُموم سے کس طرح خارج کیا جاسکتا ہے۔ نیز اُصولِ حدیث و تفسیر میں ہے کہ نَص کے عام حکم کو خاص نہ کرو جب تک کہ تمہارے پاس خاص کرنے کے شرائِط نہ ہوں ورنہ گناہگار ہوگے۔

مخالِفین سے پوچھئے کہ آیات واَحادِیث دعا کے لئے عام ہیں یا نہیں اگر عام ہیں تو پھر جو جنازہ کے بعد دعا سے روکتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے جو قرآنی آیات اور صحاح کی اَحادِیث کے عُموم کو خاص کرے اگر کوئی ہے تو پیش کرو ورنہ خدا سے ڈرو جو دعا جیسی اَفضل عبادت سے روکتے ہو۔

قاعدہ ۳: نمازِ جنازہ فرض ہے اگرچہ کِفایہ سہی اور اَحادِیث میں ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ حضور ﷺ سے پوچھا کہ

أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟[14] کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ[15]

یعنی: آدھی رات کے وقت اور فرض نمازوں کے بعد دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔

فائدہ: نمازِ جنازہ فرض کے ہم نے بندۂ مومن کی نجات کے لئے دعا مانگی اِس اُمید پر کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی دعا کی قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے لیکن اَفسوس کہ مانِعین (مخالفین) بے چارے خود تو اِس نعمت سے محروم ہیں اور چاہتے ہیں کہ دوسرے مسلمان بھی محروم رہیں۔

قاعدہ ۴: نمازِ جنازہ ایک عبادت ہے اور عبادت کے بعد دعا کا حکم قرآن میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿۷﴾ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾[16] یعنی جب تم نماز سے فارغ ہو تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔

چنانچہ ابن کثیر و ابن جریر و معالم التنزیل و خازن میں ہے کہ

قال ابن عباس وقتادة و الضحاک ومقاتل والكلبي فاذا فرغت من الصلوٰة والمكتوبة فانصب الیٰ ربک فی الدعاء فارغب الیه فی المسئلة یعطیک۔[17] (خازن)

---

[14] (سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب ما جاء في عقد التسبيح باليد، 492/5، الحديث 3499، دار الكتب العلمية)

[15] (سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب ما جاء في عقد التسبيح باليد، 492/5، الحديث 3499، دار الكتب العلمية)

[16] الم نشرح: 7-8

[17] (تفسير الطبري جامع البيان، الم نشرح: 7، 496/24، دار التربية والتراث مكة المكرمة)
(تفسير ابن كثير، الم نشرح: 7، 433/8، دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة: الثانية 1420 هـ 1999 م)
(تفسير الخازن لباب التأويل في معاني التنزيل، الم نشرح: 7، 443/4، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1415 هـ)

یعنی: اِبنِ عبّاس وغیر ھُم نے فرمایا کہ جب تم نمازِ فرض سے فارغ ہو جاؤ اپنے رب کی طرف دعا میں کھڑے رہو اور سوال کرنے میں اُس کی طرف رغبت(توجہ) کرو تجھے عطا کرے گا۔

قاعدہ ۵: دعا کے بہت بڑے فضائل ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: دعا کے تین فوائد میں سے ایک فائدہ ضرور ہو گا۔

(۱) اُس کا گناہ ہو گا تو معافی ملے گی۔

(۲) اُس سے بھلائی بِعُجلَت (جلدی) ہو گی۔

(۳) یا اُس کی بھلائی جمع کر کے اُسے قیامت میں عطا کی جائے گی۔

فائدہ: ہم نے میّت کے لئے دعا مانگی۔ ہمیں یقین ہے کہ تینوں میں سے ضرور کوئی نہ کوئی عطا ہو گی لیکن مانِعین (مخالفین) سے پوچھیئے کہ تم دعا سے روک کر ایسی فضیلت سے محروم رہے ہو یا نہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک تمہارا رب ذُوحَیاء(حیاء والا) اور کریم ہے اور اُسے حَیاء آتی ہے کہ بندوں کو خالی ہاتھ محروم کردے جب کہ بندے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائیں۔[18]

فائدہ: اگر اِس حدیث کے مطابق ہماری دعا سے کسی خدا کے بندے کی بخشش ہو جائے تو مخالِفین کو کیوں درد اُٹھتا ہے جب کہ ہاتھ اُٹھانے کا ارشاد ہے اور ہم جنازہ سے فارغ ہو کر اسی حدیث کے عامل بنتے ہیں لیکن مانِعین (مخالفین) ہمیشہ حضور ﷺ کی اُمّت کے دشمن رہے ہیں۔

قاعدہ ۶: جس دعا میں چند ایک اللہ کے بندے مل کر شامل ہو جائیں اُس دعا کی قبولیت یقینی ہے یہی راز اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں ہے اِس سے نمازی کو سبق ہے کہ جماعت کے صدقے تیری عبادت بھی قبول ہو گی اور نمازِ جنازہ میں جو ہم مل کر دعا کرتے ہیں اُس کی عِلّت(وجہ) بھی یہی بتلائی گئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيهِ[19]

(رواہ مسلم و ابو داؤد، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۸۶)

یعنی: جب کوئی مسلمان فوت ہوتا ہے اور اُس کی نمازِ جنازہ میں چالیس(40) آدمی شریک ہوتے ہیں جن سے شرک نہیں ہوا وہ مل کر اُس کے لئے دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُس کو بخش دیتا ہے۔

---

[18] (تفسير الطبري جامع البيان، المنشرح:7، 498/24، دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان القاهرة، مصر، الطبعة: الأولى، 1422 هـ 2001م)

[19] (مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب غسل الميت وتكفينه، الفصل الأول، 523/1، الحديث1660-15، دار الكتب العلمية)

فائدہ:بتایئے ہم اُس بندے کی بخشش کے لئے کتنے حیلے(بہانے) کرتے ہیں لیکن مانِعین(مخالفین) چاہتے ہیں کہ خدا کے کسی بندے کی بخشش نہ ہو۔

قاعدہ ۷:بخشش کے لئے دعا اِکسیرِ اعظم(ہر مرض کیلئے دوا) ہے خصوصاً قُدس نُفوس(نفوس قدسیہ) کی کہ اُس کے صدقے سے جہنّمی بھی جنّتی ہو جاتے ہیں

حضور ﷺ نے فرمایا: أَكْثِرْ مِنَ الدُّعَاءِ فَإِنَّ الدُّعَاءَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ الْمُبْرَمَ[20]

یعنی:دعا بکثرت مانگو کہ دعا قضاءِ مبرَم کو ٹال دیتی ہے۔

اور فرمایا: لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلا الدُّعَاءُ[21]

قضا کو کوئی شے نہیں ٹالتی ہاں تقدیر کو دعا پھیر دیتی ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے حدیث قُدسی میں ہے: وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ[22]

یعنی:اگر میرا پیارا بندہ مجھ سے کچھ مانگے تو ضرور ضرور میں اُس کا سوال پورا کروں گا اگر مجھ سے پناہ مانگے تو میں ضرور ضرور اُسے پناہ دونگا۔

اور مسلم شریف میں ہے: لو أقسم على الله لأبره[23]

یعنی:اگر اللہ تعالیٰ کا بندہ کسی کام کے ہونے کے لئے قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اُس کا کر دیتا ہے۔

اِسی لئے ہم نمازِ جنازہ کے بعد مل کر دعا کرتے ہیں اگر اُس بیچارے بندے کی تقدیر بُری ہے تو قُدسی نُفوس(نفوسِ قدسیہ) کے صدقے اُس کی نجات ہو جائے اور قُدسی نُفوس کے صدقے بے شمار بدبخت سَعادت مند(نیک بخت) ہو گئے۔

قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے حضرت محمد سعید و حضرت محمد معصوم کے اُستادِ مکرم ملّا طاہر لاہوری پر حضرت مجدّد کی اچانک نظر پڑی کہ اُن کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے: هذا شَقِيٌّ یعنی یہ بدبخت ہے۔

یہی بات حضرت نے اپنے صاحبزادوں کو سنائی تو صاحبزادوں نے عرض کی حضور دعا فرمایئے ہمارے اُستاد سعادت مندوں میں لکھے جائیں۔ حضرت مجدّد فرماتے ہیں کہ ہم نے لوحِ محفوظ پر دیکھا تو لکھا ہوا تھا کہ ملّا صاحب شَقی(بدبخت) ہیں اور یہ ہیں بھی قَضاء مبرَم(تقدیر مبرم) جو نہ ٹلنے والی ہے لیکن صاحبزادوں نے کہا ہم تو اپنے اُستاد مکرّم کی تقدیر بدلوا کر چھوڑیں گے چنانچہ مجدّد صاحب فرماتے ہیں:

---

[20] (فيض القدير، حرف الهمزة، 38/2، الحديث1390، دار المعرفة)

[21] (جمع الجوامع المعروف بـ«الجامع الكبير»، القسم الأول: الأقوال "حرف اللام والألف"، 829/11، الحديث26161/1800، الأزهر الشريف، القاهرة جمهورية مصر العربية، الطبعة: الثانية، 1426ھ 2005م)

[22] (مشكاة المصابيح، كتاب الدعوات، باب ذكر الله عز وجل والتقرب إليه، الفصل الأول، 699/2، الحديث2266-(6) المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[23] (صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء، 2191/4، الحديث5094-(2854)، دار إحياء الكتب العربية)

فدعوت الله سبحانه وقلت اللهم رحمتك واسعة وفضلك غير مقتصر على أحد ارجوك وأسئلك من فضلك العميم ان تجيب دعوتی فی محو کتاب الشقاء من ناصیة ملا طاهر واثبات السعادة مکانه کما أجبت دعوة سید السند رضی الله عنه[24] (تفسیر مظهری صفحه ۳۵ پاره ۱۳، سوره رعد)

یعنی: میں نے دعامانگی اور عرض کی کہ اے اِلٰہ العالمین تیری رحمت بے پایاں (لا محدود) اور فضل تیرا وَسیع (کشادہ) ہے تیرے فضل و کرم کی اُمید پر عرض کرتاہوں کہ مُلّا طاہر کی شَقاوَت (بد بختی) کو سعادت سے بدل دے اگرچہ یہ تقدیرِ مبرم ہے لیکن جس طرح تو سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کہنے پر تقدیرِ مبرم کو ٹال دیتا ہے میری اِلتجاء پر بھی اُسے ٹال دے۔

فرماتے ہیں جب میں نے دعا سے فراغَت پائی تو اُدھر لوحِ محفوظ سے اور اِدھر مُلّا طاہر کی پیشانی سے بد بخت کا لفظ مٹا کر سعادت مند لکھا جارہا تھا۔

قاعدہ ۸: تَعزِیَت[25] سنّت ہے چنانچہ مخالِفین کو بھی اِعتراف ہے اور تَعزِیَت میں دعا ہی ہوتی ہے اور بس اور تَعزِیَت کے بہترین وقت اِمام شعرانی وغیرہ نے میّت کو دفن کرنے سے پہلے بتایا ہے چنانچہ اِس پر دلائل بھی آرہے ہیں۔

قاعدہ ۹:

رحمت حق بہانه می جوید

بندوں کے معمولی عجز واِنکسار سے بخشش عام ہو جاتی ہے جیسے اَحادِیث کے پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ ایک آدمی نے سو (100) آدمی قتل کر دیئے جب مر گیا تو عذاب اور ثواب کے فرشتے آگئے چونکہ وہ رحمتِ حق کا مُتلاشی (تلاش کرنے والا) تھا اگرچہ وہ بہت بڑا مجرِم تھا۔ لیکن اللہ تعالٰی نے اُسے بخشش دیا صرف اِس لئے کہ

رحمت حق بہانه می جوید

ہم بھی اُس بندے کی نجات کے لئے دعا کرتے ہیں شاید اُس کریم کی رحمت کو جوش آجائے اور ضرور آجائے گا جبکہ اُس کا فرمان ہے۔

فصل: دعا نہ مانگنے والوں سے اللہ تعالٰی نے ناراضگی کا اِظہار فرمایا ہے چنانچہ فرمایا:

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا[26]

یعنی: اے پیارے حبیب ﷺ فرمادیجئے میرا رب تمہاری پرواہ نہ کرے گا اگر تمہاری دعا نہ ہو پھر تحقیق تم نے جھٹلا دیا تو جلدی عذاب چمٹنے والا ہو گا۔

---

[24]) (التفسير المظهري، الرعد: 39، 246/5، مكتبة الرشدية—الباكستان، الطبعة: 1412 هـ)

[25]) (عام طور پر کسی کا کوئی عزیز رشتہ دار فوت ہو جائے تو اس کے گھر جا کر اس کی ہمت بندھانا اور فوت شدہ کے لیے دعا کرنا تعزیت کہلاتا ہے۔)

[26]) الفرقان: 77

اور حدیث شریف میں فرمایا: مَنْ لَا يَدْعُو اللَّهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ[27] **یعنی**: جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اُس پر غضب کرتا ہے۔

اِسی لئے تتمہ مجمع البحار صفحہ ۶۵ میں فرمایا کہ

وتحقق مما ذكروا أن كون الدعاء غير جائز لم يقل به أحد كما نقل عن حمقة زماننا ممن لا شعور لهم في علم الدين بوجه من أهل البدعة المستحدثة طهر الله الأرض منهم بمنه![28]

یعنی: جواُنہوں نے ذکر کیا اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ دعا کرنا جائز نہیں حالانکہ دعا کو کسی نے ناجائز نہیں کہا۔ منقول ہے ہمارے زمانے کے احمقوں (بیوقوفوں) سے جن کو علم میں کوئی سمجھ نہیں بوجہ بدعتی ہونے کے جو نئی نکلی ہے اللہ تعالیٰ اپنے احسان سے اُن سے زمین پاک کردے کہ اُنہوں نے اِس دعا کو ناجائز کہا۔

اگرچہ صَریح (واضح) دلائل بھی ہمارے پاس نہ ہوتے تب بھی وُجوہِ مذکور کی روشنی سے شَرعی اُصول کے تحت نمازِ جنازہ کے بعد جَواز (جائز ہونے) میں کوئی کلام نہیں تھا چونکہ مخالِفین اِتنے غَبی (کم عقل) واقع ہوتے ہیں اُن کو جب تک صَریح الفاظ نہیں ملتے وہ اِشارات وکِنایات کو نہیں مانتے۔ بنا بریں (اسی سبب سے) اب مقدّمہ کے بعد صَریح دلائل اَز اَحادِیث وجُزیاتِ فقہ مُلاحظہ ہوں۔

غَزوہ موتہ میں حضور ﷺ تشریف نہ لے گئے اور صحابہ کرام کو بھیجا جبکہ عَین جنگ کا وقت تھا آپ ﷺ منبر پر تشریف لا کر تمام تر واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھ کر فرمارہے تھے۔ چنانچہ واقدی نے معازی میں حضرت عاصم بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کی:

1. لَمَّا الْتَقَى النَّاسُ بِمُؤْتَةِ جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَكُشِفَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الشَّامِ فَهُوَ يَنْظُرُ إِلَى مُعْتَرَكِهِمْ ، فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ : أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَمَضَى حَتَّى اُسْتُشْهِدَ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَعَا وَقَالَ : اسْتَغْفِرُوا لَهُ ، دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ يَسْعَى ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَمَضَى حَتَّى اُسْتُشْهِدَ ، فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَهُ وَقَالَ : اسْتَغْفِرُوا لَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَهُوَ يَطِيرُ فِيهَا بِجَنَاحَيْنِ حَيْثُ شَاءَ[29]

جب مقامِ موتہ میں لڑائی شروع ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے لئے پردے اُٹھا دیئے اور مُلکِ شام کا وہ معرکہ حضور ﷺ خود دیکھ رہے تھے اِتنے میں حضور ﷺ نے فرمایا: زید بن حارثہ نے نشان اُٹھایا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا۔ حضور ﷺ نے اُنہیں اپنی دعا وصلوۃ سے مشرّف فرمایا اور صحابہ کرام کو اِرشاد ہوا اُس کے لئے اِستغفار کرو وہ بیشک دوڑتا ہوا جنّت میں داخل ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر جعفر بن ابی

[27] (المستدرك على الصحيحين، كتاب الدعاء والتكبير والتهليل والتسبيح والذكر ، من لا يدعو الله يغضب عليه ، 160/2، الحديث1849، دار المعرفة، سنة النشر: 1418هـ/1998م)

[28] (مجمع بحار الأنوار، حرف الدال، دعا، 424/5، مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية، الطبعة: الثالثة، 1387 هـ 1967م)

[29] (فتح القدير ، كتاب الصلاة ، باب الجنائز ، فصل في الصلاة على الميت ، 117/2، دار الفكر)

طالب نے نشان اُٹھایااور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا۔ حضور ﷺ نے اُن کو اپنی صلوٰۃ ودعا سے شرف بخشااور صحابہ کرام کو ارشاد ہوا کہ اُس کے لئے اِستِغفار کرو وہ جنّت میں داخل اور اُس میں جہاں چاہے اپنے پروں سے اُڑتا رہا۔

(کذافی فتح القدیر جلد۱ صفحہ ۲۲۹ ونصب الرایہ وشرح مینہ والزیلعی شرح کنزونورالھدایہ وغیرہ)

فائدہ: اعلیٰ حضرت سیّدی وسَندی مولانااحمد رضاخان صاحب قُدّس سرّہٖ فرماتے ہیں: یہاں صلوٰۃ بمعنی درود ودعا عطفِ تفسیری نہیں بلکہ تعمیم بعد تخصیص ہے اور فرمایایہ حدیث مرسَل[30] ہے۔اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نے خود بھی اور صحابہ کرام کو بھی اِستِغفار کااِرشاد فرمایا:

2. قال علیه السلام إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ۔[31] (ابوداؤد. صلوٰۃ الجنازہ صفحۃ ۴۵۶)

جب تم میّت پر نماز پڑھو تو اُس کے لئے خالص دعا مانگو۔

اِس حدیث شریف میں چند باتیں ملحوظ ہوں فَأَخْلِصُوا کی فاء سے پتہ چلتاہے کہ دعا نمازِ جنازہ کے بعد کیونکہ نحو کا قاعدہ ہے کہ فاء کا ما قبل مابعد کا غیر ہوااور جب تک ما قبل کی تکمیل نہ ہو مابعد کا حکم صادِر نہیں ہو سکتا لیکن بلاتاخیر جیسے نمازِ جنازہ میں ہوتا ہے کہ پہلے نماز ہوتی ہے بعدازاں دعا۔ یہاں سے مخالفین کا وہم باطل ہوگیا کہ کہتے ہیں کہ "صلیتم "اور "فادعوا" ایک ہی شئے ہے علاوہ ازیں اِس کی تصریح قرآنِ پاک میں بھی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ[32]

یعنی جب نماز پڑھنے کااِرادہ کرو تو وضو کرو۔

یہاں نماز اور وضو کے مابین فاء واقعہ ہے بس جس طرح نماز کے اِرادہ کے بعد وضو کی ادائیگی ہے اِسی لئے نمازِ جنازہ کے بعد دعا کی۔

3. عَنِ الْمُسْتَظِلِّ: أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ بَعْدَ مَا صُلِّيَ عَلَيْهَا .[33] (رواہ البیہقی)

حضرت مستظل بن حصین سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھ کر میّت کے لئے دعا فرمائی۔

---

30) (علم حدیث میں مرسل سے مراد وہ حدیث ہے جس میں سلسلہ سند کسی صحابی پر ٹوٹا ہو یعنی تابعی براہ راست آنحضرت سے روایت کرے۔)

31) (سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت. 210/3. الحديث3199. المكتبة العصرية)

32) المائدة: 6

33) (السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الجنائز، جماع أبواب التكبير على الجنائز ومن أولى بإدخاله القبر، باب الرجل تفوته الصلاة مع الإمام فيصليها بعده. 45/4. الحديث6850. دار المعرفة)

4. حضرت عبداللہ بن سَلام رضی اللہ تعالی عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی نمازِ جنازہ کے بعد پہنچے تو صحابہ کرام نے اُن کی نماز پڑھ لی آپ ﷺ نے فرمایا: إِنْ سَبَقْتُمُونِي بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَلَا تَسْبِقُونِي بِالدُّعَاءِ لَهُ[34] (کذافی المبسوط جلد۲صفحہ ۶۷)

یعنی: اگر تم نے مجھ سے نماز میں سَبقت کی ہے تو دعا سے سَبقت نہ کرو۔

فائدہ: صاحبِ مبسوط نے اِس حدیث کو اِس لئے پیش کیا کہ ایک مرتبہ اگر ولی نماز پڑھ لے تو غیر ولی دوسری نماز نہیں پڑھ سکتا لیکن دعا کی مُمانعت ہوتی تو صحابہ کرام اُنہیں روکتے بلکہ سب نے مل کر دعا کی۔

5. حضرت ابراہیم فرماتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، فَمَاتَتْ ابْنَةٌ لَهُ، وَكَانَ يَتْبَعُ جِنَازَتَهَا عَلَى بَغْلَةٍ خَلْفَهَا، فَجَعَلَ النِّسَاءُ يَبْكِينَ فَقَالَ: لَا تَرْثِينَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمَرَاثِي، فَتُفِيضُ إِحْدَاكُنَّ مِنْ عَبْرَتِهَا مَا شَاءَتْ، ثُمَّ كَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا، الخ، ثُمَّ قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي الْجِنَازَةِ هَكَذَا[35] (بیہقی جلد۴ صفحہ ۴۲ کنز العمال)

حضرت اِبْنِ اَبی اَوفی اَصحابِ شَجر[36] میں سے تھے اُن کی بیٹی فوت ہو گئی[37] عورتوں نے رونا شروع کر دیا آپ نے فرمایا کوئی عورت واویلا نہ کرے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے واویلا کرنے سے منع فرمایا ہے تم میں سے جو رونا چاہتی ہے تو صرف آنسو بہا سکتی ہے پھر آپ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور تکبیریں ادا کرنے کے بعد وہیں کھڑے رہے اور دو(02) تکبیروں کے انداز پر دعا فرماتے رہے پھر آپ نے فرمایا کہ حضور رسولِ اکرم ﷺ جنازہ ہمیشہ ایسا ہی ادا فرماتے۔

6. حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھی چنانچہ حدیث شریف کے اَلفاظ یہ ہیں کہ

---

[34] (المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة، باب غسل الميت، 67/2، مطبعة السعادة – مصر، وصوّرتها: دار المعرفة بيروت، لبنان)

[35] یہ الفاظ مسند احمد کے ہیں۔

(مسند أحمد، أول مسند الكوفيين، بقية حديث عبد الله بن أبي أوفى، عن النبي صلى الله عليه وسلم، 356/4، الحديث18659، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

(السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الموت من قسم الأفعال، كتاب الجنائز، باب ما روي في الاستغفار للميت والدعاء له ما بين التكبيرة الرابعة والسلام، 43/4، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001م)

کنز العمال کے الفاظ یہ ہیں: رأيت ابن أبي أوفى، وكان من أصحاب الشجرة، وماتت ابنته فتبعها على نعل خلفها، فجعل النساء يرثين، فقال: لا ترثين فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الرثاء، ولتفض إحداكن من عبرتها ما شاءت! ثم كبر عليها أربعا، ثم قام بعد ذلك قدر ما بين التكبيرتين يدعو، وقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصنع على الجنائز هكذا

(كنز العمال، كتاب الموت من قسم الأفعال، باب في أشياء قبل الدفن، صلاة الجنائز، 716/15، الحديث42852، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الطبعة الخامسة، 1401هـ/1981م)

[36] (اصحاب شجرہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے (حدیبیہ کے مقام پر) درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔)

[37] (کسی عذر کی بناء پر جنازہ کے پیچھے خچر پر سوار تھے)

قَرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ[38] (مشکوۃ شریف کتاب الجنائز) **یعنی**: حضور ﷺ نے جنازہ میں فاتحہ پڑھی۔

اِس کے تحت شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **اشعۃ اللعمات** میں **جلد۲** میں فرماتے ہیں کہ

واحتمال وارد کہ آں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم درجنازہ فاتحہ بعد ازنمازیا پیش ازاں بقصد بترک خوانده باشند چنانچہ الآن متعارف است

یعنی: ممکن ہے کہ حضور ﷺ نے نمازِ جنازہ کے بعد یا پہلے برکت کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھی ہو جیسا کہ آج کل رواج ہے۔

فائدہ: شاہ عبدالحق محدّث دہلوی فَریقَین کے مُسَلَّم بزرگ ہیں فرمارہے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں یہی رواج ہے کہ نمازِ جنازہ کے بعد بھی دعا خیر ہوتی ہے کیونکہ سورۃ فاتحہ بھی ایک دعا ہے۔

ناظرین: اِس فصل میں ہم نے اَحادِیث صحیحہ مع حوالہ جاتِ مُستَنَد سے نمازِ جنازہ بعد دعا کا ثبوت خَیرُ القُرون سے بہم پہنچایا۔

درخانہ اگرکسی است یک حرف بس است

ورنہ ضدی کے لئے دفتر بھی بے کار ہے البتہ حق کے مُتلاشی (تلاش کرنے والے) کے لئے فقیر کی گذشتہ تحقیق خِضرِ راہ (صحیح راہ دِکھانے والی) ثابت ہوگی۔

ان شاء اللہ تعالیٰ

فصل فقہ حنفی سے استدلال

(۱) کشف الغطا میں ہے کہ

فاتحہ ودُعا برائے میّت پیش ازدفن درست است وہمیں است روایت معمولہ کذافی الخلاصۃ الفقہ انتہی[39]

یعنی: فاتحہ اور دعا میّت کے لئے دفن سے پہلے درست ہے اور اِسی روایت پر عمل ہے، ایسا ہی خلاصۃ الفقہ میں ہے۔

فائدہ: حنفی مُقلِّد کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے اَئمّہ کے مُعتَبر اَقوال پر عمل کرے بشرطیکہ وہ قَول مُعتَبر اور مفتیٰ بِہٖ ہو اور یہ قول ایسا مُعتَبر اور مُستَند ہے کہ کسی حنفی کو اِس سے اِنکار کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ اِفتاء کے قوانین میں سے ایک قاعدہ ہے کہ جہاں ہمیں "**است معمولہ**" فتاویٰ میں ہو تو تمام اَقوال سے زیادہ مُعتَبر ہوتا ہے۔

شامی میں ہے: ان لفظ علیه العمل مساوی للفتویٰ

[38] (مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب غسل الميت وتكفينه، الفصل الثاني، 699/2، الحديث1673-(48) المكتب الإسلامي–بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[39] (کشف الغطاء، فصل ششم نماز جنازہ، ص40، مطبع احمدی دہلی)

یعنی: لفظ علیه العمل جیسے روایتِ معمولہ فارسی میں کہاجاتاہے وہ فتویٰ کے برابر حکم رکھتاہے۔

فتویٰ در مختار میں ہے: فَلَفْظُ الْفَتْوَی آكَدُ مِنْ لَفْظِ الصَّحِيحِ، وَالْأَصَحِّ وَالْأَشْبَهِ وَغَيْرِهَا [40]

یعنی: لفظ صحیح اور اَصح اور اشبہ وغیرہ سے زیادہ مؤکد ہوتاہے۔

اِس اُصولِ فتویٰ اور پھر فقہ کی مُعتبر کتاب کے حوالہ سے ثابت ہوا کہ جنازہ کے بعد دعا کرنا اَحناف کے نزدیک مفتیٰ بِہ قول ہے باقی جو اَقوال ہیں سب اُس سے ہیچ (کمتر) اور نامقبول یا قابلِ تاویل ہوں گے۔ یادرہے کہ کشف الغطاء کے مُصنّف حضرت شیخ الاسلام اِبنِ شاہ عبدالحق قُدّس سرّہ دہلوی ہیں۔

(۲) زادالآخرت میں نہر الفائق شرح کنزالدقائق بحرِ ذخار سے نقل کرکے فرمایا:

بعد از سلام بخواند اللهم لا تحرمنا أجره ولا تفتنا بعده واغفر لنا وله [41]

یعنی: نمازِ جنازہ کی فراغَت کے بعد پڑھے یعنی اے اللہ! ہم کو اُس کے اجر سے محروم نہ کر اور نہ اُس کے فتنہ میں مبتلا کر اور ہماری اور اُس کی مغفرت فرما۔

(۳) مفتی کفایت اللہ دہلوی (دیوبندی) لکھتے ہیں کہ اِمام محمد بن فضل (جو کبار مشائخ بخارہ میں سے ہے) نے صلوٰۃ الجنازہ (نماز جنازہ) کے متعلق لا باس به (یعنی کوئی مضائقہ نہیں) لکھا ہے۔[42] (خیر الصلاۃ)

(۴) المیزان الکبریٰ للشعرانی صفحہ ۲۹۵ میں ہے کہ

قال ابو حنيفه والثوري: إن التعزية سنة قبل الدفن لا بعده۔۔۔ لأن شدة الحزن إنما تكون قبل الحزن فيعزى ويدعي له بتخفيف الحزن [43]

یعنی: اِمام ابو حنیفہ واِمام ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رَنج (غم) دفن سے پہلے ہوتاہے پس تَعزیَت کرے اور میّت کے لئے دعا کرے۔

فائدہ: اگرچہ اِمام شعرانی شافعیُ المذہب ہیں لیکن قَول تو ہمارے اِمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نقل کررہے ہیں اور اِمام شعرانی نقل میں نہایت ثِقہ ہیں خصوصاً میزانِ کبریٰ کا موضوع بھی یہی ہے کہ وہ اَئمّہ کے مذاہب کو حق ثابت کریں۔

---

[40] (حاشية رد المحتار، على الدر المختار، [مقدمة] 73/1، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية 1386هـ = 1966م)

[41] (خير الصلاة في حكم الدعآ للأموات، دوسرا موقع، ص18، دلی پرنٹنگ پریس)

[42] (النهر الفائق، على الدر المختار، كتاب الصلاة، فصل في الصلاة على الميت 394/2، دار الكتب العملية، 2002م)

[43] (الميزان الكبرى الشعرانية المدخلة لجميع أقوال الأئمة المجتهدين، كتاب الجنائز، فصل في الصلاة على الميت 270/1، دار الكتب العملية، 2018م)

(۵)ہمارے اَحناف کی مُعتَبر کتابوں عالمگیری اور شامی میں ہے کہ وَهَذَا إِذَا لَمْ يُرَ مِنْهُمْ جَزَعٌ شَدِيدٌ، وَإِلَّا قُدِّمَتْ [44]

یعنی: جب میّت کے وُرَثا(وارثوں) میں گھبراہٹ پائی جائے تو دعا پہلے مانگی جائے۔

سوال: یہ دعا وغیرہ تو تَعزیَت کے لئے ہے اور تم نمازِ جنازہ کے بعد کی دعا کا ثبوت دے رہے ہو کہاں تَعزیَت اور کہاں دعا بعد جنازہ؟

جواب: جنازہ کے بعد دعا سے ہمارا مقصد بھی دعا ہی تو ہے تاکہ پَسماندگان کے لئے صبر اور میّت کے لئے نجات کا موجِب(سبب) بنے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نمازِ جنازہ کے بعد صَفوں کو توڑ کر دعا کے لئے بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں بلکہ ہمارے ہاں تو یہ دَستور ہے کہ نمازِ جنازہ کے بعد موجود جماعت گیارہ(11) مرتبہ سورۃ اِخلاص یا کوئی اور سورتیں پڑھ کر میّت کو ثواب بخشتے ہیں اور اُس کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں۔

اور پھر جہاں فُقہائے کرام نے قبلِ دفن تَعزیَت کو اَولیٰ بتایا ہے اِسی طرح میّت کی تدفین کے لئے بھی عُجلت(جلدی) کا حکم دیا ہے چنانچہ فتح القدیر اور مرقات اور مراقی الفلاح و طحطاوی وغیرہ میں ہے کہ "وكذا يستحب الإسراع بتجهيزه كله" أي من حين موته [45]

یعنی: میّت کی تَجہیز(مردے کے دفن کے سامان کی فراہمی) کے ہر معاملہ میں جلدی کی جائے یعنی موت سے لے کر دفنانے تک عُجلت(جلدی) سے کام لیا جائے

اب نتیجہ نکالئے کہ اِدھر تو فُقَہاء تَعزیَت کا حکم قَبل دفن کو اولیٰ بتاتے ہیں اُدھر دفن کے لئے عُجلت سے دفن کا حکم دیتے ہیں جس سے عقل مند کے لئے آسان سی بات ہو گئی کہ نمازِ جنازہ کے بعد میّت کے لئے دعائے خَیر ہونی چاہیے تاکہ پسماندگان کے لئے بھی تسلی ہو جائے اور مسافرِ راہی ملکِ عدم کے لئے بھی موجِبِ نجات۔

نمازِ جنازہ کے بعد دعا کو جس طرح ہم نے خَیرالقُرون میں مُعتَبر حوالہ جات سے ثابت کیا اِسی طرح نہایت مُعتَبر و مُستَند کتابوں سے اَحناف کے اَقوال اور سیّدنا اِمامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قَول بھی پیش کر دیا ہے اِس کے بعد پکّے حنفی کو تو انکار کی گُنجائش نہیں البتہ گلابی حنفی کا علاج ہمارے پاس نہیں۔

فصل: اَحناف کے اَقوال کے ساتھ مخالِفین کے دو(02) شاہِدین عادِلین(انصاف پسند گواہوں) کے حوالے بھی لیجئے شاید کسی بدقسمت کی قسمت جاگ اُٹھے۔

(ا) مفتی کفایت اللہ دہلوی(دیوبندی) مُصنّفِ تعلیم الاسلام و گلدستہ اسلام نے صرف اِسی موضوع پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "خیر الصلاۃ" ہے اُس میں فُقَہاء کرام کے مختلف اَقوال جَواز کے طور پر نقل کرنے کے بعد تَطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

دعا قبل الصُفوف(یعنی صفیں بغیر توڑے) اور بعد کَسرِ الصفوف(یعنی صفوں کو توڑ کر) جائز ہے۔[46]

---

[44]) (حاشية رد المحتار، على الدر المختار، باب صلاة الجنازة، مطلب في الثواب على المصيبة،241/2، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية 1386 هـ = 1966 م)

[45]) (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة، فصل في حملها ودفنها، ص604، دار الكتب العلمية بيروت–لبنان، الطبعة: الطبعة الأولى 1418 هـ 1997 م)

[46]) (خیر الصلاۃ في حکم الدعآ للأموات، دوسرا موقع، ص18، دلی پرنٹنگ پریس)

بعینہٖ یہی مسلک ہمارا ہے چنانچہ اِمام اَہلِ سنّت مجدّدِ دین وملت سیّدنا ومرشدنا مولانا عبدالمصطفیٰ العلّامہ شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قُدّس سرّہ نے اپنے رسالہ "بذل الجوائز علی الدعاء بعد صلوٰۃ الجنائز" صفحہ ۸ میں فرماتے ہیں کہ لاجَرَم (بلاشبہ) معنی یہ ہیں کہ نمازِ جنازہ کے بعد اُس ہیئت پر بدستور صَفیں باندھے وہیں کھڑے ہوئے دعا نہ کریں۔[47]

(۲) مولوی شمس الحق صاحب اَفغانی دیوبندی نے اپنے ایک فیصلہ جس کا نام "صحیح مسلک ہے" کے صفحہ ۲۵ پر دعا بعد نمازِ جنازہ کے متعلق مفتی کفایت اللہ دہلوی دیوبندی کی مذکورہ عبارت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ "میرے نزدیک یہ تَطبیق درست ہے کہ دعا بعد صلوٰۃالجنازہ میں مُمانعت کی وجہ سے شبہ تَحریف (تغیّر اور تبدّل کا شبہ) ہے کہ کہیں عوام نمازِ جنازہ کی دعا کو ضروری نہ سمجھ لیں۔"

جب یہ فیصلہ ہوگیا کہ دیوبندیوں کے مُعتبر اور مُعتَمَد عَلَیہ عُلماء بھی ہمارے ساتھ مُتّفِق ہیں تو جو اِس آڑے وقت میں جبکہ ملک دشمن کے بداِرادوں (برے ارادوں) سے دوچار ہیں۔ مسلمانوں میں اِنتشار پھیلانے کی سَعی (کوشش) کرتا ہے اور اِتّحاد میں اِفتِراق (جدائیگی) پیدا کرتا ہے ناظرین بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ کیا ایسا آدمی ملک وملت کا دشمن ہے یا نہیں۔ یہ فیصلہ ناظرین کے اِنصاف پر چھوڑتا ہوں اور ایک عقلی دلیل بھی عرض کرکے مخالِفین کے اِعتراضات کے جوابات کے لئے قلم اُٹھاتا ہوں۔

فصل: کون نہیں جانتا کہ موت کے بعد قبر ایک ایسی منزل ہے جس منزل کا نام سُن کر بڑوں کے کلیجے منہ کو آنے لگتے ہیں۔

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب قبر کا ذکر ہوتا تو وہ اِس قدر روتے کہ اُن کی رِیش مبارک (داڑھی) تَر ہو جاتی[48] ایسی جانکاہ (انتہائی تکلیف دہ) منزل کو جانے والے مسافر کے لئے تو بے ساختہ دعائیں نکلنی چاہیں۔ جبکہ ہم کسی عزیز کو بھیجنا چاہتے ہیں اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ آنے والا سفر اِس عزیز کے لئے چنداں (بالکل بھی) مشکل نہیں لیکن تاہم اُس کی آسانی سفر کے لئے قسم قِسم کی دعائیں کرتے ہیں دوسروں سے بھی دعاؤں کی عرض کرتے ہیں کہ ہم نے آنکھوں سے دیکھا کہ حجاج کو روانہ کرتے وقت اگرچہ دل مانتا ہے کہ یہ اُس نگری میں جارہا ہے جہاں ملائکہ بھی اپنی حاضری کو سرمایۂ حیات سمجھتے ہیں لیکن آنسو بہارہے ہوتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں کہ یااللہ ہمارے جانے والے مسافر کی خَیر کہ وہ جائے تو باسلامت اور آئے تو باکَراہت۔

اگر کوئی اُس وقت ہمیں اُس کی دعا سے روکے تو ہم سمجھ جاتے ہیں کہ یہ شخص ہمارے جانے والے مسافر راہی کا بڑا دشمن ہے جو اُس کی بھلائی کی دعا سے روکتا ہے۔ اب بھلا قبر کے جانے والے مسافر کے لئے کیوں نہ ہم زار وقطار رورو کر دعائیں کریں کہ وہ بے چارہ ہم سے دائمی مُفارَقت (ہمیشہ کی جدائیگی) لے کر مُہِیب (ہولناک) سفر اور کٹھن منزل کو روانہ ہوکر روتا ہوا کہتا چلا جارہا ہے۔

دریا کا جوش ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا
میں ڈوبا تو کہاں اے میرے شاہ لے خبر

47) (بذل الجوائز علي الدعاء بعد صلاة الجنائز للاحمد رضا خان البريلوي ،ص17، مكتبه قادريه، داتا دربار ماركيٹ نزد سستا ہوٹل، لاہور)

48) (سنن الترمذي، كتاب الزهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في ذكر الموت، 480/4، الحديث2308، دار الكتب العلمية)

جنگل درندوں کا ہے بے یار شب قریب
گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر
منزل کڑی ہے رات اندھیری میں نابلد
اے خضر لے خبرمیری اے ماہ لے خبر
منزل نئی عزیز جدا لوگ ناشناس
ٹوٹا ہے کوہ غم میں پرکاہ لے خبر
وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب
اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر
پرخار راہ برہنہ پا تشنہ آب دور
مولی پڑی آفت جانکاہ لے خبر

توجس طرح ہماری دِینوِی مسافر کے لئے دعاؤں سے روکنے والا ہمارے بدخواہوں (براچاہنے والوں) سے ہے اِسی طرح مسافرِ آخرت کے لئے دعا سے روکنے والا بھی قَطعاً (ہرگز) خیر خواہ نہیں ہے جبکہ اُن کے مولوی بھی جَواز کا فتویٰ دیتے ہیں دو (02) مولویوں کے حوالے آپ پڑھ چکے ہیں اب تیسرے مولوی قُطبُ الدین دہلوی تِلمیذ (شاگرد) شاہ اسحٰق مُصنّفِ مظاہرِ حق بھی سنیئے۔

یہ (یعنی دعا بعد جنازہ) زیادتی نہ ہو اور مختصر دعا مانگی جائے تو مکروہ بھی نہیں۔ (کذافی مظاہر حق ترجمہ و شرح جلد ۲ صفحہ ۵۵)

باب دوم

اِس باب میں مخالِفین کی طرف سے جو فقہی عبارات کے اِعتراضات ہیں اُن کے جوابات دیئے جائیں گے لیکن قبل از مقصد چند ایک ضروری باتیں ذہن نشین فرمالیں۔

(ا) حدیث شریف میں ہے: من يرد الله به الخير يفقه في الدين [49]

یعنی: جس کے لئے اللہ تعالیٰ بھلائی کا اِرادہ کرتا ہے اُسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

[49] (مسند أحمد، مسند الشاميين، حديث معاوية بن أبي سفيان رضي الله تعالى عنه، 93/4، الحديث16408، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

فقہ ایک ایسا فن ہے جس کے سمجھنے سمجھانے کے لئے فضلِ ربّی چاہیے خُصوصاً فتوٰی کے معاملہ میں فُقہاء کرام کے صدہا (سینکڑوں) مقامات ایسے ہوتے ہیں کہ بظاہر سخت مُضطَرِب و متخالِف (ایک دوسرے کا مخالف) معلوم ہوتے ہیں یہاں تک کہ ناواقف (انجان) آدمی شدّتِ تَصادُم (باہم جھگڑنے) سے پریشان ہو جاتا ہے پھر عدمِ واقفیت سے اَز خَویش (خود سے) کسی قول کو تَرجیح دے کر باقی اَقوال کو ٹھکرا دیتا ہے جیسے مخالفین کے بعض ناواقِفوں کو فقہ کی مختلف جزئیات کو غلطی کا نشانہ بنانا پڑا۔ فقیر ان شاءاللہ تعالٰی تمام مختلف اَقوال پیش کر کے فقہی اَبحاث سامنے رکھ کر فیصلہ ناظرین پر چھوڑ یگا۔

(۲) مخالفین شُتُر مرغ قسم کی چالیں بھی چل جاتے ہیں جب اُنہیں کسی مسئلہ میں فقہ کے جُزئیات پیش کئے جاتے ہیں تو کہتے ہیں حدیث کی سَند پیش کرو جیسے انگوٹھے چومنا۔ اگر کسی مسئلہ میں اَحادیث پیش کی جاتی ہیں تو کہتے ہیں فقہ کے اَقوال اُس کے خلاف ہیں اگرچہ وہ اَقوال مرجوع اور ضَعیف ہی سہی جیسے دعا بعد جنازہ میں کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اب چند ایک فقہی جُزئیات کو پیش کرتے ہیں اُن کے متعلق غور فرمائیں کہ کیسی ٹیڑھی چال ہے اُن کی:

سوال:

(۱) اِمام ابو بکر بن حامد حنفی رحمۃاللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ان الدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ مکروہ[50] (محیط باب الجنائز)

یعنی: بے شک دعا بعد نمازِ جنازہ مکروہ ہے۔

(۲) مبسوط سرخی کے صفحہ ۶۴ پر درج ہے: وَفِي ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ لَيْسَ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الرَّابِعَةِ دُعَاءٌ سِوَى السَّلَامِ[51]

یعنی: ظاہر روایت میں ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد سَلام کے علاوہ کوئی بھی دعا نہیں۔

جواب:

(۱) دراصل مُعترِض (اعتراض کرنے والے) نے خیانت سے کام لیا ہے پوری عبارت نقل نہیں کی۔ مُحیط میں لکھتے ہیں کہ قنیہ میں زاہدی نے کہا: عن ابی بکر بن حامد

اور قنیہ نہایت ضَعیف اور ناقابلِ قبول کتاب ہے چنانچہ علامہ اِبنِ عابدین شامی رحمۃاللہ تعالٰی علیہ ردا لمختار میں فرماتے ہیں:

قنیہ ایسی کتاب ہے جو ضعیف روایات میں مشہور ہے۔[52]

اور علامہ طحطاوی رحمۃاللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: القنیۃ لیست من کتب المذھب المعتمدۃ[53]

---

[50] (بذل الجوائز علي الدعاء بعد صلاة الجنائز للاحمد رضا خان البريلوي، ص15، مكتبه قادريه، داتا دربار ماركيٹ نزد سستا ہوٹل، لاہور)

[51] (المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة، باب غسل الميت، 64/2، مطبعة السعادة – مصر، وصوّرَتها: دار المعرفة بيروت، لبنان)

[52] (بذل الجوائز علي الدعاء بعد صلاة الجنائز للاحمد رضا خان البريلوي، ص17، مكتبه قادريه، داتا دربار ماركيٹ نزد سستا ہوٹل، لاہور)

[53] (بذل الجوائز علي الدعاء بعد صلاة الجنائز للاحمد رضا خان البريلوي، ص17، مكتبه قادريه، داتا دربار ماركيٹ نزد سستا ہوٹل، لاہور)

یعنی قنیہ ایک ایسی کتاب ہے کہ مذہب حنفی میں مُعتَمد عَلیہ نہیں۔

اورزاہدی یعنی قنیہ کا مُصنِّف بھی نقلِ عبارات میں غیر مُعتَبر ہے۔چنانچہ "العقود الدرية" میں ہے:

ذکر ابن وھبان انہ لا یلتفت الیٰ ما نقلہ صاحب القنیۃ یعنی الزاھدی مخالفاً للقواعد مالم یعضدہ نقل من غیرہ و مثلہ فی النھر ایضاً[54]

یعنی: ابنِ وہبان نے فرمایا کہ جو کچھ قنیہ کے مُصنِّف زاہدی نقل کریں اُس کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ وہ ہمیشہ مذہبِ حنفی کے اُصول کے خلاف نقل کرتا ہے۔

ہاں جب تک کہ اُس کے قول کی تائید دوسرے ثقہ حنفیوں میں نہیں اور زاہدی مُعتزلی ہے اِس مسئلہ میں خصوصاً مُتَّہَم (موردِ الزام) ہے کہ اُس نے یہ قولِ اِمام اِبنِ حامد حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف غلط منسوب کیا ہے کیونکہ مُعْتَزِلَہ کا عقیدہ ہے کہ موت کے بعد مرد‌وں کو زندوں کی دعا کوئی فائدہ نہیں دیتی اِسی لئے نمازِ جنازہ کے بعد اُس دعا کا انکار کیا اور دیوبندی وہابی بڑے خوش نصیب ہیں کہ اُنہوں نے مُعتزلیوں کے مسائل و دلائل کو زندہ کرکے اپنی قسمت کو مارا اور اُنہوں نے اِس قسم کے مسائل کو حنفیّت کے رنگ میں آکر مُعتزلیت کو رائج کرنے کی کوشش کی چنانچہ در مختار اور اُس کی شرح ردالمختار میں علامہ شامی نے بہت سے مسائل کی نشاندہی فرمائی ہے۔

جواب ۲: ہم آئندہ چل کر عرض کریں گے کہ فُقہاء کرام کی عبارتیں دعا بعد جنازہ کی کَراہت اِس عِلّت سے ہے کہ وہاں کھڑے کھڑے دعا نہ کی جائے اگر اِس عِلّت کو ہٹایا جائے تو بِلاکَراہت جائز ہے اور فتاویٰ کے اُصول سے ہے کہ ایک حکم مُقیّد ہو کر آئے پھر وہی حکم مُطلَق ہو تو اُسی مُطلَق کو مُقیّد پر محمول کیا جائے۔در مختار میں ہے: وَيُحْمَلُ إِطْلَاقُ الْفَتَاوَى عَلَى مَا وَقَعَ مُقَيَّدًا لِاتِّحَادِ الْحُكْمِ وَالْحَادِثَةِ[55]

یعنی: ایک حکم اور ایک واقع کی وجہ سے مُطلَق کو مُقیّد پر محمول کیا جائے۔

بِناء بَریں (اس بناء پر) اگر یہ عبارت اِمام اِبنُ الحامد حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحیح بھی مان لی جائے تو چونکہ فقیر اُویسی نے تحقیق سماعِ موتیٰ (مردے سنتے ہیں کی تحقیق) میں متعدّد (کثیر) عبارات دکھائی ہیں۔

یہاں یہ عبارت مُطلَق ہے اور دوسرے مقامات پر اُسے مُقیّد بِصیام وغیرہ کیا گیا ہے اِسی لئے یہ مُطلَق محمول بہ مُقیّد ہوگا اور قیام کی قَید کے جوابات ابھی آتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جواب ۳: یہ اُصولِ فقہ کا قاعدہ ہے کہ فُقہاء کی اکثریت کے سامنے بعض کا قَول مردود ٹھہرتا ہے جیسے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

54) (بذل الجوائز علي الدعاء بعد صلاة الجنائز للاحمد رضا خان البريلوي ،ص17، مكتبه قادريه، داتا دربار ماركيٹ نزد سستا ہوٹل، لاہور)

55) (حاشية ابن عابدين = رد المحتار، كتاب الديات، فصل في الحائط المائل ،598/6، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية 1386 هـ = 1966 م)

وَقَدْ صَرَحُوا بِأَنَّ الْعَمَلَ بِمَا عَلَيْهِ الْأَكْثَرُ [56]

یعنی فُقَہاء کرام نے تَصریح (وضاحت) فرمائی ہے کہ اکثریت کے قَول پر عمل لازمی ہے۔

یہاں صرف زاہدی صاحب اِبن الحامد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قَول اکثر کے مقابلہ میں لا رہے ہیں فلہٰذا اُن کے قَول کا اعتبار نہیں۔

جواب ۴: یہ بھی فتاویٰ کے اُصول میں ہے کہ جہاں عَلَیہِ الفتویٰ وغیرہ کے مقابلہ میں ایک قَول حکایت کے طور پر آجائے تو وہ قَول مردود ٹھہرتا ہے۔ ہم باب اوّل میں عرض کر چکے ہیں کہ نمازِ جنازہ کے بعد دعا کرنے پر **کشف الغطاء** میں فرمایا ہے: ہمیں است روایت معموله [57]

یعنی: اب روایت معمولہ کے سامنے حکایت زاہدی کی کیا وُقعت۔

جواب ۵: اَحادِیث وفُقَہاء کرام کی عبارتوں سے قَطعِ نظر حضور ﷺ کی اَحادِیث سے ثابت ہے کہ آپ نے نمازِ جنازہ کے بعد قبر پر دعائیں کیں۔ ویسے لفظِ بعد تو ہر زمانہ کے لئے ہوتا ہے حالانکہ ہم سب قائل ہیں کہ نماز کے بعد جلدی نہ سہی تو دیر سے سہی دعا تو جائز ہے اگر اِس عبارت کی صحت (صحیح ہونے) کا اعتبار ہو تو پھر کسی قسم کی دعا ہونا جائز ہو۔ اِس طرح مخالِفین بھی قائل ہیں کہ تمام عمر میں دعا نا جائز نہیں۔ باقی رہا **مبسوط** والی عبارت کا جواب تو اُس کے لئے بھی مذکورہ جوابات کے علاوہ مُعترِض (اعتراض کرنے والے) نے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ [58] والے کی طرح عبارت کو ادھورا چھوڑا ہے۔

حالانکہ اِسی **محیط** میں اِسی عبارت کے بعد یوں ہے کہ

وقد اختار بعض مشايخنا ما يختم به سائر الصلوات «اللهم ربنا آتنا في الدنيا حسنة» إلى آخره. قال شمس الأئمة رحمه الله: وهو مخير بين السكوت والدعاء لما بينا، وقال بعضهم: يقرأ «ربنا لا تزغ قلوبنا» إلى آخره، وقال بعضهم: يقرأ «سبحان ربك رب العزة عما يصفون» [59]

یعنی: ہمارے بعض مشائخ نے اِختیار فرمایا ہے جس طرح اور نمازیں اللھم ربنا اٰتنا الخ سے ختم ہو جاتی ہیں اِسے بھی اِس طرح ختم کیا جائے اور شمس الآئمہ فرماتے ہیں چوتھی تکبیر کے بعد وہ خود مختار ہے چاہے تو کوئی دعا پڑھے چاہے نہ پڑھے اور بعض نے فرمایا ہے کہ چوتھی کے بعد پڑھے ربنا لا تزغ قلوبنا الخ بعض نے فرمایا ہے سبحان ربک الخ پڑھے۔

مفتاح الصلوٰۃ میں اور اُس کے حَواشی (حاشیے) میں یہ تمام لکھ کر یہ لکھا ہے کہ اللھم لا تحرمنا أجره الخ [60]

---

[56]) (رد المحتار علي الدر المختار، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، فرع البعد المانع من وصول نجاسة البالوعة إلى البئر، 226/1، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية 1386 هـ = 1966 م)

[57]) (بذل الجوائز علي الدعاء بعد صلاة الجنائز للاحمد رضا خان البريلوي، ص19، مكتبه قادريه، داتا دربار ماركيٹ نزد سستا ہوٹل، لاہور)

[58]) النساء: 43

[59]) (المحيط البرهاني، كتاب الصلاة، الفصل الثاني والثلاثون في الجنائز، 179/2، دار الكتب العلمية، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1424 هـ 2004 م)

[60]) (الإسعاد بشرح الإرشاد لابن المقري، باب في أحكام الجنائز، 220/2، دار الكتب العلمية، بيروت)

اور فرمایا: **خوان ایتہا مستحب است و آنچه**

قبل تکبیرِ رابع سے (چوتھی تکبیر سے پہلے) پڑھنا مَسنون (سنت) ہیں۔

لیکن ایسی عبارتوں کو مخالف کیوں نقل کرے جبکہ اُس کا مقصد ہے فی سبیلِ اللہ فَساد۔

سوال:

(۱) اِمام شمس الآئمہ حلوائی حنفی اور علّامہ سعدی الحنفی کا قول ہے: **لا یقوم الرجل بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنائز** [61]

یعنی: کوئی شخص نمازِ جنازہ کے بعد دعا کے لئے نہ ٹھہرے۔

(۲) **لا یقوم بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ لا یشبه الزیادۃ فیها**

یعنی: نمازِ جنازہ کے بعد دعا کے لئے نہ ٹھہرے کیونکہ دعا کے لئے ٹھہرنا نماز میں زیادتی کے مشابہ ہے۔

(۳) **کشف الغطاء** میں ہے: **قائم نشود بعد از نماز برائے دعا**۔ (کذافی اکثر الکتب) [62]

یعنی نمازِ جنازہ کے بعد دعا کے لئے نہ ٹھہرا رہے۔

(۴) **جامع الرموز** میں ہے: **لا یقوم داعیاً له** [63]

نماز کے بعد دعا کے لئے نہ ٹھہرے۔

اِسی طرح **ذخیرہ کبریٰ** و **خلاصۃ الفتاویٰ** و **فتاویٰ بزازیہ** وغیرہ میں ہے۔

جواب ۱: فقہائے کرام کو تَشابُہ (مماثلت) سے بڑا خطرہ رہتا ہے یہاں تک کہ کسی بات میں گمراہ قوم سے معمولی تَشابُہ (مماثلت) ہو جائے تب بھی گوارا نہیں کرتے جیسا کہ ماہرِ شریعت کو معلوم ہے چونکہ نمازِ جنازہ میں ہمارے نزدیک چار (04) تکبیریں ہیں اور شیعوں کے نزدیک پانچ (05) تکبیریں۔ بِناءً بریں جو شخص بھی وہیں کھڑے کھڑے دعا شروع کردے تو اُسے شیعہ پارٹی سے مشابہَت ہوگی جو عوام کی نظروں میں یہ بات گھر کر جاتی (سرایت کر جاتی ہے) کہ شاید اَہلِ سنّت کے نزدیک بھی چار (04) تکبیروں کے علاوہ اور کوئی بھی کچھ زائد حکم ہوتا ہے۔ فُقہاء کو یہ کب گوارا ہو سکتا تھا کہ شیعوں سے تَشابُہ ہو اِسی لئے کَراہت کا فتویٰ لگا دیا۔ چنانچہ **مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کتاب الجنائز** میں کَراہت کی عِلّت یونہی بتاتے ہیں کہ

---

61) (قنیہ، باب الجنائز، ص56، مطبوعہ مشتھرہ بالبھاننديه (انڈیا))

62) (کشف الغطاء، فصل ششم: نماز جنازہ، ص40، مطبع احمدی دہلی)

63) (جامع الرموز للقهستاني، 174/1، محرم آفندي)

ولا يدعو للميت بعد صلاة الجنازة لأنه يشبه الزيادة في صلاة الجنازة[64]

یعنی: نمازِ جنازہ کے بعد میّت کے لئے رَجاء(دعا) نہ کرے کیونکہ یہ نمازِ جنازہ زیادتی کے مشابہ ہے۔

اور سوال میں کافی اور قنیہ کی عبارتوں میں بھی کَراہت کی علّت یہی بتائی گئی ہے۔ معلوم ہوا کہ کَراہت صرف مشابہت کی وجہ سے ہے اِس مشابہت سے بچنے کا طریقہ وہی ہے جو ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ چوتھی تکبیر سے فارغ ہوتے ہی صَفوں کو توڑ کر دعا کرنی چاہیے جسے مخالفین کے بڑے مفتی کفایت اللہ دہلوی اور اُن کے مُعتَمد عَلیہِ افغانی نے بھی اِس کا اِعتراف کیا۔ پھر فُقَہاء کا قاعدہ ہے جو عمل فعل کی کَراہت کی علّت بن رہا ہو تو اُس عمل کو دفع کیا جائے تو کَراہت ختم ہو جاتی ہے مثلاً نمازِ فرض سے سلام پھیرنے کے فوراً بعد نفل شروع کر دینا مکروہ ہے اِس لئے کہ فرض کے بعد نفل و فرض کے مابَین(درمیان) کسی عمل کو حَدّ فاصل[65] نہ بنانے سے کوئی یہ سمجھے گا کہ نماز میں شدید زیادتی ہوتی ہے فلِہٰذا مکروہ ہے اگر کوئی فرض نماز پڑھ کر اُس جگہ سے ہٹ کر یا درمیان میں دعا مانگ کر یا مسجد سے نکل کر گھر جا کر نَوافل ادا کرے تو کوئی کَراہت نہیں کیونکہ کَراہت کی علّت دَفع ہو گئی۔ اِمام نووی منہاج میں فرماتے ہیں:

وأفضله التحول الى بيته والا فموضع آخر من المسجد أو غيره ليكثره واضع سجوده والتنفصل

صورة النافلة عن صورة الفريضة[66]

یعنی: افضل ہے کہ فرض ادا کرنے کے بعد اپنے گھر چلا جائے یا مسجد میں کسی دوسری جگہ ہٹ کر نَوافل پڑھے یا اُس کے علاوہ کوئی اور صورت اختیار کرے تا کہ ایک تو متعدد مقامات پر سجدہ کرنے کی فضیلت نصیب ہو گی دوسرا فرض اور نفل کے مابَین فاصل ہو جائے گی۔

اِسی طرح حضرت ملّا علی قاری الحنفی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب صلوٰۃ الجمعہ میں فرماتے ہیں:

(إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ) : هِيَ مِثَالٌ إِذْ غَيْرُهَا كَذَلِكَ كَمَا مَرَّ، وَيُؤَيِّدُهُ مَا يَأْتِي مِنْ حِكْمَةِ ذَلِكَ، كَذَا ذَكَرَهُ ابْنُ حَجَرٍ، وَيُحْتَمَلُ أَنَّ ذِكْرَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ خُصُوصِ الْوَاقِعَةِ لِلتَّأْكِيدِ الزَّائِدِ فِي حَقِّهَا، لَا سِيَّمَا وَيُوهِمُ أَنَّهُ يُصَلِّي أَرْبَعًا، وَأَنَّهُ الظُّهْرُ، وَهَذَا فِي مُجْتَمَعِ الْعَامِّ سَبَبٌ لِلْإِيهَامِ. (فَلَا تَصِلْهَا) : مِنَ الْوَصْلِ، أَيْ لَا تُوصِلْهَا (بِصَلَاةٍ) ، أَيْ: نَافِلَةٍ أَوْ قَضَاءٍ (حَتَّى تَكَلَّمَ) : بِحَذْفِ إِحْدَى التَّاءَيْنِ، وَفِي نُسْخَةٍ: حَتَّى تُكَلِّمَ مِنَ التَّكْلِيمِ، أَيْ: أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، فَإِنَّ بِهِ يَحْصُلُ الْفَصْلُ لَا بِالتَّكَلُّمِ بِذِكْرِ اللَّهِ. (أَوْ تَخْرُجَ) ، أَيْ: حَقِيقَةً أَوْ حُكْمًا بِأَنْ تَتَأَخَّرَ عَنْ ذَلِكَ الْمَكَانِ، (فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا بِذَلِكَ) ، أَيْ: بِمَا تَقَدَّمَ وَبَيَانُهُ

---

64) (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، 1213/3، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م)

65) (وہ چیز جو دو چیزوں کے درمیان آکر انھیں جدا کر دے۔)

66) (المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، الصلاة بعد الجمعة، 170/6، دار إحياء الكتب العربية، الطبعة الأولى 1347 هجرية 1929 ميلادية)

(أَنْ لَا نُوصِلَ) ، أَيِ: الْجُمُعَةَ أَوْ صَلَاةً، أَيْ: صَلَاةً مِنَ الْمَكْتُوبَاتِ. (بِصَلَاةٍ حَتَّى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ) : وَالْمَقْصُودُ بِهِمَا الْفَصْلُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ لِئَلَّا يُوهِمَ الْوَصْلَ. فَالْأَمْرُ لِلِاسْتِحْبَابِ وَالنَّهْيُ لِلتَّنْزِيهِ.[67]

یعنی: حدیث شریف میں جو حکم ہے کہ جب نمازِ جمعہ پڑھ لی جائے بعد صرف مثال کے طور پر کہا گیا ہے ورنہ ہر نماز کا یہی حکم ہے چنانچہ جب اُس کی حِکمت بیان کی جائے گی تو اُس کی تائید ہو جائے گی اِسے اِمام اِبنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا علاوہ ازیں ایک احتمال اور بھی ہے وہ یہ کہ جمعہ کا ذکر صرف تاکید کے لئے ہے کیونکہ اُس کے بعد مُتّصلًا (ملاکے) نماز پڑھنے سے یہ وہم ہو گا کہ شاید نمازِ جمعہ کے فرض چار (04) ہو گئے ہیں حالانکہ چار (04) رکعت تو ظہر کی ہوتی ہے اور ایسا عمل عام مَجمع میں وہم پیدا کرتا ہے اور حدیث میں ہے کہ نمازِ جمعہ کے بعد کوئی نماز نہ پڑھو یہاں تک کلام نہ کرو یعنی نماز کے بعد کسی ایک سے کلام کرو کیونکہ اِس سے فرض اور نفل کی نماز کے مابَین حدِّ فاصل ہو یا یوں کرے کہ اُس جگہ سے حقیقتاً یا حُکماً اُٹھ جائے۔(حکماً)

اِس طرح کہ اُس جگہ سے پیچھے ہٹ کر نماز پڑھے اِن دونوں سے مقصد صرف یہی ہے کہ فرض و نفل کے درمیان میں فاصلہ ضرور ہونا چاہیے تاکہ کسی کو وہم نہ ہو کہ یہ دونوں نمازیں ایک ہی ہیں حدیث میں یہی امر اِستحبابی اور نہی تَشریعی ہے۔

دراصل فُقَہاءِ کرام کی یہ عِلّت حدیثِ صحیح سے ثابت ہے جو کہ **صحیح مسلم** میں ہے کہ حضرت صائِب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے جمعہ کی نماز پڑھی۔اِمام کے سلام پھیرنے کے بعد فوراً ہی سنّتیں پڑھنے کو شروع ہو گئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے بلا کر فرمایا:

لما فعِلّت إذا صليت الجمعة فلا تصلها بصلاة حتى تكلم أو تخرج فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرنا بذلك أن لا توصل صلاة بصلاة حتى نتكلم أو نخرج [68]

یعنی: آئندہ ایسا نہ کرنا بلکہ جب جمعہ پڑھو تو اُسے اور نماز یعنی نَوافل سے نہ ملاؤ یہاں تک کہ درمیان میں بات کر لو یا اُس جگہ سے ہٹ جاؤ کیونکہ ہمیں حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ ایک نماز کو دوسری نماز سے نہ ملاؤ یہاں تک گفتگو نہ کر لو یا اُس جگہ سے ہٹ نہ جاؤ۔

اِس طویل بیان سے نتیجہ صاف ہے کہ رَفعِ عِلّت (عِلّت کے اٹھ جانے) سے کَراہت رَفع (دور) ہو جاتی ہے اِس طرح نمازِ جنازہ کے بعد صَفوں کو توڑ کر کَراہت کی عِلّت رَفع ہوئی تو جواب کے جَواز میں کوئی کلام نہ رہا۔

جواب ۲: نمازِ جنازہ کے بعد زیادتی کی عِلّت کا اعتبار نہ کیا جائے تو پھر لا محالہ کسی نہ کسی شئے کو عِلّت ضرور بنانا پڑے گا کیونکہ فُقَہاء کا کوئی حکم عِلّت کے بغیر نہیں ہوتا اور وہ عِلّت مخالِفین ہی بتائیں۔اگر نفسِ دعا کو کھڑے ہو کر مانگنا مکروہ ہے تو بھی قرآنی حکم کے خلاف کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

67) (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح. كتاب الصلاة. باب السنن وفضائلها. 900/3. دار الفكر، بيروت –لبنان. الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م)

68) (صحيح مسلم. كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها. باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء. 601/2. الحديث1463-(883) . دار إحياء الكتب العربية)

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا[69]

ترجمہ:اللہ تعالیٰ کے بندے وہ ہیں جو بحالتِ قیام وقُعود اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔

ذکر دعا کو بھی شامل ہے ویسے حضور ﷺ سے کھڑے ہوکر دعا ثابت ہے اگر کہیں کہ خاص میّت کے لئے بحالت قیام دعا ناجائز ہے تو بھی غلط کیوں کہ حضور ﷺ نے بحالتِ قیام اَہلِ قُبور کے لئے دعا فرمائی ہے۔**فتح القدیر** میں ہے:

منها رای من السنة لیس الا زیادتها والدعا عندها قائما کما کان یفعل رسول اللہ ﷺ فی الخروج الیٰ البضیع[70]

یعنی:سنّت یہ ہے کہ قُبور میں جاکر اُن کے لئے کھڑے ہوکر دعا کرے جیسے حضور ﷺ بقیع میں تشریف لے جاکر اُن کے قریب کھڑے ہوکر دعا فرماتے۔

اگر کہیں جنازہ کی نماز پڑھ کر دعائے خَیر کرنا ناجائز ہے جیسے اُن کا مقصد بھی یہی ہے تو یہ بھی غلط ہے جس کے دلائل گزر چکے ہیں۔

سوال:نمازِ جنازہ خود دعا ہے پھر نماز کے بعد دعا مانگنے سے تحصیل حاصل (بے فائدہ اور بے سود بات) لازم آئی ہے فلهذا لغو (بیکار) ہے اور **بزازیہ** اور **محیط برہانی و جیزای** وغیرہا میں ہے:

ولا یقوم الرجل بالدعاء بعد صلاة الجنازة؛ لأنه قد دعا مرة. لأن أكثر صلاة الجنازة الدعاء .[71]

جواب ۱:اِس عبارت میں دعا بعد جنازہ خود دعا ہے پھر دعا کی ضرورت نہیں اگر اسی عِلّت پر مسئلہ کی بنیاد کو صحیح مانا جائے تو پھر شریعت کے بہت سے مسائل کا شیرازہ (اجتماع) بکھر جائیگا مثلاً نمازِ پنجگانہ دیگر نَوافل عیدین، جمعہ، اِستخارہ، کُسوف، اِستسقاء وغیرہ وغیرہ سب نمازوں میں فاتحہ کے علاوہ (جو وہ بھی ایک دعا ہے) التّحیات کے بعد بھی دعا ہوتی ہے یعنی فُقَہاء نے اِس عِلّت کو وہاں نہیں استعمال فرمایا اور یہ بھی نہیں کہا کہ نماز کے بعد دعا نہ کرو اِس لئے کہ دعا نماز کے اندر ہوگئی۔

جواب ۲:یہ عبارت اَحادیثِ صحیحہ واَقوالِ مُعتَبَرہ سے ٹکراتی ہے جنہیں ہم باب اوّل میں نقل کرآئے اور اُصولِ فقہ و **اُصول الشاشی** سے لے کر **توضیح و تلویح** تک قاعدہ مشہور ہے کہ ادنیٰ اعلیٰ سے ٹکرائے تو اوّلاً اُن دونوں میں مطابَقت کی کوشش کی جائے ورنہ ادنیٰ کو ترک کرنا چاہیے چونکہ باب اوّل کی اَحادیث واَقوالِ مُعتَبَرہ سے یہ عبارت ٹکرائی اب مطابقت کی صورت یوں ہوسکتی ہے کہ فُقَہاء کرام نے جب یہ دیکھا کہ عوام میں یہ رواج عام ہے کہ نماز کے

---

[69] آل عمران:191

[70] (فتح القدیر ، کتاب الصلاة ، باب الجنائز ، فصل في الصلاة علی المیت ، 117/2، دار الفکر)

فتاوی بزازیہ کی عبارت اس طرح ہے: لا یقوم بالدعاء بعد صلاة الجنائز لأنه دعاء مرة لأنه أكثر دعاء

(الفتاوی البزازیة أو الجامع الوجیز ، کتاب الصلاة ، الخامس والعشرون في الجنائز وفیه التشهید ، 72/2، دار الکتب العلمیة، 2009م)

[71] (المحیط البرهاني في الفقه النعماني، کتاب الصلاة ، نوع آخر من هذا الفصل في المتفرقات ، 205/2، دار الکتب العلمیة)

علاوہ کسی طویل (لمبی چھوڑی) دعا کی غرض سے تجہیز میں دیر لگاتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ آج جمعہ ہے اِس جمعہ کے بعد ہی جنازہ ہوگا تاکہ جماعتِ کثیرہ کی دعائیں شامل ہوں گی یا فلاں جگہ لے جانا چاہیے وہاں زیادہ آدمی آئیں گے وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ **تنویر الابصار** میں ہے: **وکرہ تأخیر صلاتہ ودفنہ لیصلي علیہ جمع عظیم بعد صلاۃ الجمعۃ** [72]

یعنی: میّت کی نماز و دفن میں اِس ارادہ پر تاخیر مکروہ ہے کہ نمازِ جمعہ کے بعد لوگ بکثرت ہوں گے۔

اِس تقریر سے ثابت ہوا کہ سوال کی عبارتوں میں قیام وُقوف اور (دیر) کے معنی میں ہے اور لغت میں قیام و وُقوف ورنگ نُمودن کے معنی میں بھی آتا ہے اور پھر وہ عُجلت (جلدی) فُقَہاء کو اِس لئے مطلوب ہے کہ میّت تَعفُّن اور بدبو نہ چھوڑ دے۔

جس میں میّت کی تحقیر و بے حُرمتی ہے جس طرح ہمیں زندہ کی تعظیم و تکریم مطلوب ہے اِسی طرح میّت کی بھی چونکہ عوام ایسی باتوں سے ناواقف ہوتے ہیں ایک معمولی نفع کی اُمید پر سخت نقصان کے مرتکب ہو بیٹھتے ہیں بِناء بَریں فُقَہاء نے انُہیں اِس مخصوص دعا (جو تجہیز و تکفین کو حائل ہو) سے روکا نہ کہ جنازہ کے بعد کی۔

جواب ۳: اگر جنازہ کے بعد دعا ناجائز قرار دی جائے تو سرورِ عالم ﷺ کی حدیثیں غلط ٹھہرتی ہیں جبکہ حضرت جعفر بن ابی طالب پر دعا فرمائی اور پھر فُقَہاء کا اُصول گزرا کہ مُتولّی (سرپرست) کے بغیر کوئی شخص نمازِ جنازہ کے بعد آئے تو وہ دعا کر سکتا ہے چنانچہ صحابہ کرام کے متعلق ہم نے باب اوّل میں حوالے عرض کئے ہیں۔

سوال: مُتولّی (سرپرست) اگر جنازہ میں شریک نہ ہو سکے تو اب جو مُتولّی (سرپرست) نماز پڑھے گا اُس میں دعا ہو گی یا نہیں۔

جواب: خود حضور ﷺ کے وصال پر آپ پر مُتواتِر (مسلسل) دعائیں ہوتی رہیں چنانچہ تفصیل سے فقیر نے اپنے رسالہ "**تنبیہ الانام فی جنازۃ النبی علیہ السلام**" میں عرض کی ہے۔ مخالِفین کو تو ایک دعا سے خطرہ ہے وہاں تو سینکڑوں زائد دعائیں ہوئیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب حضرت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اِنتقال ہونے لگا تو حضور ﷺ نے اُس کے لئے دعا فرمائی:

اللھم اغفر لأبي سلمۃ وارفع درجتہ في المھدیین الخ۔ [73]

اگر دعا کے بعد دعا ناجائز ہوتی تو حضور ﷺ جنازہ کے وقت فرماتے اب اِس کے جنازہ کی کیا ضرورت ہے جبکہ ایک مرتبہ دعا ہو چکی لیکن اُس دعا کے باوجود پھر اُن کی باقاعدہ نمازِ جنازہ ہوئی۔

جواب ۱:

---

[72] (الدر المختار شرح تنویر الأبصار وجامع البحار، کتاب الصلاۃ باب: صلاۃ الجنازۃ، ص122، دار الکتب العلمیۃ – بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1423ھ 2002م)

[73] (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب في إغماض المیت والدعاء لہ إذا حضر، 634/2، الحدیث920-(1528)، دار إحیاء الکتب العربیۃ)

(۱)جنازہ کے بعد دعا کی تاخیر کو عدمِ جَواز کی عِلّت بناناٹھیک نہیں کیونکہ جنازہ کے بعد سینکڑوں شَرعی تاخیریں واقع ہو جاتی ہیں مثلاً قبر کھودنے کی تاخیر وغیرہ وغیرہ۔

(۲)پہلے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ تَعزِیَت جنازہ پڑھنے کے بعد اَولیٰ ہے اور تَعزِیَت تو دعا ہے تو تَعزِیَت سے بھی تاخیر واقع ہوئی۔

(۳)فقہ کا ایک ضابطہ (قائدہ) ہے کہ خلیفہ وقت کو دفن نہ کیا جائے جب تک کہ اُس کا نائب مقرّر نہ کیا جائے۔ چنانچہ شامی کتاب الصلوٰۃ میں ہے:

وَهٰذِهِ السُّنَّةُ بَاقِيَةٌ إِلَى الْآنَ لَمْ يُدْفَنْ خَلِيفَةٌ حَتّٰى يُوَلّٰى غَيْرُهُ [74]

یعنی: یہ طریقہ ہنوز (ابھی تک) باقی ہے کہ خلیفہ وقت کو دفن نہ کیا جائے جب تک کہ اُس کا نائب مقرّر نہ ہو جائے۔

بتایئے نائب کے تَعیُّن سے میّت کے دفن کرنے میں تاخیر ہوئی یا نہیں اور پھر دعا کرنا کوئی ایسا جرم تو ہے نہیں جس سے آپ گھبرا رہے ہیں۔

جواب ۲: حضور ﷺ تیسرے روز روضہ شریف کے اندر تشریف لے گئے اگر تاخیر ناجائز ہوتی تو صحابہ کرام ہرگز ایسے اَمر (کام) کا اِرتکاب نہ کرتے۔

جواب ۳: فتح الباری شرح البخاری جلد ۲ صفحہ ۴۲۲ اور کشف الغمہ عن جمیع الامہ للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۲۲ میں ہے کہ حضور ﷺ ایک جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لائے آپ نے فرمایا کیا اِس پر قرض تو نہیں؟ عرض کیا گیا اِس پر قرض ہے آپ ﷺ نے فرمایا اب خود ہی اِس کا جنازہ پڑھو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور میں ہی اِس کا قرض ادا کروں گا۔ آپ ﷺ آگے بڑھے اور اِس پر نماز پڑھا کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: يَا عَلِيُّ جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا، فَكَّ اللهُ رِهَانَكَ كَمَا فَكَكْتَ رِهَانَ أَخِيكَ [75]

اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجھے اللہ جزائے خَیر اور تیری گردن آزاد کرے جس طرح تو نے اپنے بھائی کی گردن آزاد کرائی۔

پھر صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا:

إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ إِلَّا وَهُوَ مُرْتَهِنٌ بِدَيْنِهِ، فَمَنْ فَكَّ رِهَانَ مَيِّتٍ فَكَّ اللهُ رِهَانَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

یعنی: اور اُس پر قرض ہو تو وہ اپنے قرضہ میں گِروی ہو گا ہاں جو بھی میّت کی گردن آزاد کرائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اُس کی گردن آزاد کرے گا۔

---

[74] (رد المحتار علي الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، 548/1، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية 1386 هـ = 1966 م)

[75] (جمع الجوامع المعروف بـ«الجامع الكبير»، القسم الثاني: الأفعال، مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، 296/18، الحديث2186/4، الأزهر الشريف، القاهرة جمهورية مصر العربية، الطبعة: الثانية، 1426 هـ 2005 م)

صحابہ کرام نے عرض کی: هَذَا لِعَلِيٍّ خَاصَّةً أَمْ لِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً؟ ، فَقَالَ: لَا : بَلْ لِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً [76]

کہ یہ صرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خاص ہے یا سب مسلمانوں کے لئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔

دیکھئے حضور ﷺ نے نماز کے بعد کتنی تاخیر فرمائی۔

(۱) جنازہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعاؤں سے نوازا۔

(۲) صحابہ کرام کو قرض کے بارے میں وَعظ و نصیحت فرمائی۔

(۳) میّت کی طرف سے قرض کی ادائیگی کی فضیلت بیان فرمائی۔

(۴) سائل کے سوال پر تسلی بخش جواب عنایت فرمایا وغیرہ وغیرہ۔

یہ وُجوہ (وُجوہات) جنازہ کے بعد تاخیر کے مُوجِب (سبب) بنے ہیں یا نہیں۔ اگر تاخیر مُطلَقاً ناجائز ہوتی تو حضور ﷺ کبھی ایسا نہ کرتے بلکہ جنازہ کے بعد بِلا تاخیر فوراً ہی دفنانے کا حکم صادر فرماتے۔

جواب ۴: شرع کا قاعدہ ہے جس طرح مُسلم کی تعظیم و تکریم عین حیَات میں ہے قبر میں بھی اُسی طرح یہی وجہ ہے کہ قبر سے ٹیک لگا کر بیٹھنا شرعاً ناجائز ہے پھر اگر جنازہ کے بعد فوراً بِلا تاخیر اُسے قبر میں جا کر پھینکا جائے تو میّت کی تَحقیر و تَذلیل ہے جب کہ اُس کی تَحقیر و تَذلیل حرام ہے تو پھر فی الفور قبر میں لے جانا اور اُس کے وُرثاء سے تَعزیَت یا اُس کے لئے دعا مغفرت سے روکنا اِس طرف اشارہ کرتا ہے کہ تم لوگوں نے سر سے بیکار بوجھ اُتارنا ہے اور بس۔

جواب ۵: وُجوہِ مذکور سے ثابت ہوا کہ شَرعی اَمر کی وجہ سے تاخیر ناجائز نہیں البتہ دُنیوی ضروریات کی وجہ سے ناجائز ہے مثلاً بعض جگہ کہہ دیتے ہیں کہ اِس کا فلاں وارث دور ہے وہ آ جائے یا اِس کی میّت کو ہم گھر لے جائیں گے یا دفنائیں گے اپنے گورستان (قبرستان) میں تاکہ قبروں سے قبر ملے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے جاہل اِرادوں کے ہم بھی مخالف ہیں اور شریعت نے بھی تاخیر کو اِسی وجہ سے ناجائز قرار دیا ہے۔

سوال: دعا بعد از نمازِ جنازہ بدعت ہے۔

جواب: ہاں تمہارے نزدیک بدعت وہ ہے جو اَحادِیث سے ثابت نہ ہو ہم نے متعدّد (کثیر) اَحادِیث سے اِس کا ثبوت بہم پہنچایا چنانچہ چند ایک اِعتراضات جو ایک وہابی نیم مُلّا کرتے ہیں اُسے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

اعتراض: اِس سلسلہ میں فُقہائے عظام کا اُصول ہے کہ کسی کام میں سنّت اور بدعت کا تَرَدُّد (شک) ہو تو اُسے احتیاطاً ترک کر دینا چاہیے۔

---

[76] (جمع الجوامع المعروف بـ«الجامع الكبير»، القسم الثاني: الأفعال، مسند على بن أبي طالب رضي الله عنه ، 296/18، الحديث 2186/4، الأزهر الشريف، القاهرة جمهورية مصر العربية، الطبعة: الثانية، 1426 هـ 2005م)

جواب: اِدھر تو وہابیہ کل بدعة ضلالة[77] گردانتے پھرتے ہو اُدھر سنّت کے مقابلہ عذر بے محل پیش کرکے اِحتیاطاً ترک کرنے کا حکم لگا رہے ہیں گویا مطلب یہ ہوا کہ بدعت و گمراہی کو اِحتیاطاً ترک کرنا چاہیے اگر کوئی اِحتیاط نہ کرتا ہوا گمراہی کا عمل کرے تو وہابیہ کے نزدیک جائز ہوگا۔

یہ جہالت بھی عجیب ہے اصل مذکور صحیح ہے لیکن وہابی کو سمجھ نہیں آیا۔ ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ سنّت کے مقابلہ میں بدعت تو بدعت سیّدنا اِمام ابو حنیفہ بلکہ کسی جلیل القدر صحابہ کا قَول بھی اگر آجائے تو سنّت (حدیث) کو ترجیح دی جائے گی۔

اصل مقصد یہ ہے کہ ایسا فعل کہ جس کی تائید حدیث سے ملتی ہے دوسرا فعل بدعتِ حَسنہ ہے لیکن اُس کا مقابلہ کرتے ہوئے فعلِ بدعت بدعت حَسنہ کا ترک کرنا احتیاطاً ہے تاکہ سنّت کے مؤیّد (تائید کرنے والے) فعل کو ترجیح دی جائیگی لیکن وہابی نے آنکھیں بند کرکے اپنے مذہب کو بالائے طاق رکھ کر (نظر انداز کرکے) کچھ کہہ دیا اور پھر ظُلم یہ کہ دعا بعد نمازِ جنازہ کو بدعت قرار دیا حالانکہ اُس کے متعلق اَحادِیثِ صحیحہ سے ثُبوت ملتا ہے جس کے متعلق فقیر نے عرض کردیا ہے اور اُس کے بر عکس دعا نہ مانگنا اُس کو سنّت کہنا معلوم سنّت سے وہابیوں کی سنّت مراد ہے یا حضور ﷺ کی سنّت مراد ہے۔

ہمارا چیلنج (Chalange) ہے کہ اگر وہابیوں کے پاس ہمارے نبی کریم ﷺ کی حدیث صحیح ہو خواہ ضعیف ہی سہی نمازِ جنازہ کے بعد دعا سے منع کی ہے تو پیش کرکے ہم سے فی حدیث (ایک حدیث کے) ہزار روپیہ انعام پائیں لیکن الحمد للہ تا قیامت نہیں پیش کر سکتے۔

سوال: اَحادِیث میں نمازِ جنازہ کی ترکیب بتائی گئی ہے اُس میں نماز کے بعد دعا کا کہیں ذکر نہیں۔

جواب: جہالت کی حد ہوتی ہے لیکن وہابی کی جہالت دریائے بے کنار ہے یہ کہاں کا اُصول ہے کہ جس عمل کا مجموعہ اَحادِیث یا ترکیب شئے میں ذکر نہ ہو وہ سرے سے جائز نہ ہو۔ بتایئے مجموعہ اَحادِیث میں صَفوں کے تین (03) ہونے کا ذکر ہے یا بتایا گیا ہے کہ جنازہ میں آخری صف میں کھڑا ہونا زیادہ ثواب ہے وغیرہ وغیرہ۔ اگرچہ یہ اُمور مُستحبات میں سے ہیں لیکن مجموعہ اَحادِیث کے مختلف مواقع پر ہیں نمازِ جنازہ کی ترکیب بتاتے وقت اُن کا نام تک بھی نہیں لیا جاتا بلکہ بہت سے ایسے مُستحب اُمور ہیں جن کا نام تک بھی خیر القرون میں نہیں ملتا لیکن ہمارے فُقہائے کرام اُنہیں مُستحبات میں شامل کرتے ہیں۔

مثلاً نماز کی نیّت زبان سے کہنا مستحب ہے لیکن خیرُ القرون بلکہ آئمہ مجتہدین کے زمانے تک اِس کا ذکر نہیں ملتا۔ (فتح القدیر اور طحاوی شرح)

بلکہ زبان سے نیّت کرنے والے کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھڑ کا۔ چنانچہ مراقی الفلاح میں ہے:

وفي مجمع الروايات التلفظ بالنية كرهه البعض لأن ابن عمر رضي الله عنه أدب من فعله [78]

یعنی: زبان سے نیّت کرنے کو بعض نے مکروہ جانا اِس لئے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبان سے نیّت کرنے والے کو جِھڑکا تھا۔

[77] (سنن ابن ماجه. افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم. باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين. 15/1. الحديث 42. دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي)

[78] (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح. باب شروط الصلاة وأركانها. مدخل. ص84. المكتبة العصرية. الطبعة: الأولى. 1425 هـ 2005 م)

لیکن باوجود اِیں ہَمہ فُقہاء کرام زبان سے نیت کرنے کو مستحب بتاتے ہیں۔ وہابیہ، دیوبندیہ کو چاہیے کہ ایسے اُمور یک لخت چھوڑ دیں لیکن اُن کو مُعْتَزِلَہ کے اُصول اپنانا ہے اُنہیں فقہ کے اَحکام سے کیا کام۔

سوال: حاصل یہ کہ فقہ کی مُعتَبر کُتُب میں نمازِ جنازہ کی ترکیب جس وضاحت سے بیان کی گئی ہے اُس سلام کے بعد کسی دعا کا ذکر نہیں کیا گیا اَلخ۔

جواب: عجیب جاہل ہے کہ اتنا بھی معلوم نہیں کہ فُقَہاء کرام کسی مستحب اَمر کو اِختصار کے طور پر ذکر نہ کریں سرے سے وہ عمل قابل قبول ہی نہ ہو۔ مثلاً فُقَہاء کرام نے ہدایہ ، کنز ، قدوری، مُتون کی کُتُب میں نماز کی فَراغت کے بعد دعا کا مانگنا بدعت ہے تو جس طرح مُتون میں نماز کا طریقہ بتایا گیا ہے اور دعا کے متعلق شروع یا فتاویٰ یا اَحادِیث مقدّسہ کے حوالے سے کیا ہے۔

اِسی طرح مُتون میں نمازِ جنازہ کا طریقہ بتایا گیا ہے اور جنازہ کے بعد دعا کے لئے شُروع فتاویٰ اَحادِیث مقدّسہ کے حوالے سے کیا ہے۔

سوال: اِسی بناء پر فُقَہاء کرام نے نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنے سے منع فرمایا ہے اَلخ فُقَہاء کرام نے منع نہیں فرمایا بلکہ جائز بتایا ہے البتہ مُعْتَزِلَہ نے منع کیا تھا۔

جواب: جس کی تردید فُقہاء کرام نے فرمائی جسے فقیر نے مُفصَّل طور پر عرض کر دیا ہے۔

سوال: اذا صلیتم علی المیّت فاخلصوا له الدعا

دراصل (فاخلصو) جزا ہے اذا صلیتم کی اور مقصود بِالحکم جزا ہوتی ہے شرط اُس کی قَید ہے اِس لئے اِخلاص فی الدُّعاء مُقیّد بفعل ہے بعد کی دعا پر دلالت نہیں کرتا۔

جواب: جُملہ شرطیہ میں مَناطِقہ اور اَہلِ عربیہ کے درمیان اِختلاف ہے مَناطِقہ کے نزدیک حکم فقط جزاء میں ہوتا ہے اور شرط اُس کے لئے قَید ہوتی ہے مسلکِ مَناطِقہ کو اَحناف کی تائید حاصل ہے اور مسلکِ عربیہ کو شَوافع کی ملاحظہ ہو:

قال الفاضل السیالکوٹی انه کیف ینتقی هذا الاختلاف والحال انه ثابت بین الحنفیة والشافعیة کما فصله فی التوضیح و معنی الاَحناف المذکور ان المیزانیین قالو ان الجملة الشرطیة الواقعة فی استعمال العرب معناها الحکم بلزوم شی لشئی وقال اهل العربیه معناها ثبوت حکم الجزاء علیٰ تقدیر ثبوت الشرط کما قالو! ان الاول مذهب الحنفیة والثانی مذهب الشافعیه۔

مذکورہ عبارت سے یہ بات صاف طور پر ظاہر ہو گئی کہ جس مسلک کو لے کر مخالف نے مسلکِ اَہلِ سنّت پر تنقید و تَبصرہ کیا ہے وہ مسلک شافعیہ کا ہے بے چارے نے بڑی جانفِشانی (کڑی محنت) سے حدیث اذا صلیتم الخ کا جواب دینے کے لئے ایک مرجوع مسلک بغیر سوچے سمجھے نقل کر دیا مخالف کو لکھتے وقت کم از کم اتنا تو خیال کر لینا چاہیے تھا کہ میں کس کا مُقلّد ہوں اور اپنے دعویٰ کے لئے کس کی دلیل پیش کر رہا ہوں۔ دعویٰ یہ کرنا کہ میں حنفی مسلک کا ہوں اور اپنے مسلک کو شافعی مسلک سے ثابت کرنا یہ کتنی جہالت ہے۔

سوال: قرآن کریم میں ہے:

(۱) فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ[79]

(۲) فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ[80]

(۳) فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ[81]

اِن آیات سے یہی ثابت ہوا کہ صرف صلیتم سے یہ معنی مراد نہیں لئے جاسکتے ہیں کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ اِس مفہوم کو ظاہر کرنے کے لئے ایسے الفاظ ہونے چاہیے جن سے صاف طور پر یہ سمجھا جائے کہ دعا کا حکم نمازِ جنازہ کے بعد ہو اِن آیات سے ثابت ہوا کہ جہاں کہیں کسی فعل کے بعد دوسرے فعل کا حکم دیا گیا ہے وہاں پر لفظ فاء آجاتا ہے۔

جواب: قرآن کریم پر بُہتانِ عظیم اور قرآن کریم سے عدمِ تعلق اور کَج فَہمی (نا سمجھی) کا بَیِّن (واضح) ثُبوت دینا ہے دیکھئے آیتِ کریمہ فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا[82] میں طعام (کھانے) سے فارغ ہونے کے بعد اِنتشار کا حکم دیا گیا ہے۔

لیکن آیتِ کریمہ میں لفظ قضیتم یا قضیت فرغتم کا ذکر تک ہی نہیں ہم اِس دعویٰ کی تائید میں سَلفِ صالحین میں سے مولانا شاہ عبدالقادر رحمۃاللہ علیہ اور اکابرِ دیوبند میں سے مولوی اشرف علی تھانوی کا ترجمہ جو اُنہوں نے اِس آیتِ کریمہ کا کیا ہے پیش کرتے ہیں۔

ترجمہ: مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ: فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا

پھر جب کھانا کھاچکو آپ تو چلے جاؤ۔

ترجمہ دیوبندیہ نجدیہ کے مُقتدا (پیشوا) مولوی اشرف علی تھانوی: فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا

جب کھانا کھاچکو تو اُٹھ کر چلے جاؤ۔

مذکورہ تَراجم سے بات واضح ہوگئی کہ اُٹھ کر چلے جانے کا حکم کھانا کھانے کے بعد ہے لیکن مخالف کے قَول کے مطابق اِس مقام پر آیتِ کریمہ کے الفاظ یوں ہوتے: فاذا فرغتم عن اکل الطعام فانتشروا یا فاذا قضیتم فعل الطعام فانتشروا!

جو تاویل آیاتِ مذکورہ میں تم کروگے وہی ہم حدیث میں کریں گے۔

---

[79]) النساء: 103 **ترجمہ:** پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو

[80]) البقرہ: 200 **ترجمہ:** پھر جب اپنے حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو

[81]) الجمعہ: 10 **ترجمہ:** پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو

[82]) الاحزاب: 54 **ترجمہ:** اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ

خاتمہ

(۱)وہابی دیوبندی عُموماً مُعْتَزِلَہ کے اُصول زندہ کرنے کی سازِش میں مصروف ہیں چنانچہ دعا نہ مانگنا بھی اُن کے اُصول میں سے ایک ہے کہ زندوں کی دعا مرِدوں کو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچاتی لیکن اَہل سنّت قدیم سے اور اب بھی قائل ہیں کہ زندوں کی دعائیں خیراتیں مرِدوں کو بہت بڑا فائدہ پہنچاتی ہیں چنانچہ ہماری عقائد کی کتابوں میں اِس مسئلہ کا مستقل(باقاعدہ) ایک باب ہے۔ شرح عقائد میں علامہ تفتازانی فرماتے ہیں:

ان دعاء الاحیاء للاموات و صدقتهم عنهم نفع لهم، خلافا للمعتزلة[83]

یعنی: زندوں کا مرِدوں کے لئے دعا کرنا اور اُن کے لئے صدقہ دینا مرِدوں کو فائدہ پہنچاتا ہے لیکن مُعْتَزِلَہ اُس کے خلاف ہیں۔

دیکھئے اِس مسئلہ یعنی زندوں کا مرِدوں کے لئے دعا کرنا خواہ جنازہ کے فوراً بعد ہو یا کچھ دیر بعد مُعْتَزِلَہ کے نزدیک ہر طرح ناجائز ہے اِسی طرح وہابی دیوبندی بھی قائل ہیں کہ نمازِ جنازہ کے بعد دعا بدعت ہے گناہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

وہابیوں دیوبندیوں نے یہ حَربہ(وار کرنا) مُعتزلوں سے سیکھا ہے کہ اپنے مسلک کی ترویج اِشاعت میں ایسا رنگ اختیار کرنا کہ جس سے عوام بھی پھنس جائیں اور بات بھی نہ بگڑے۔ چنانچہ قدیم سے مُعْتَزِلَہ کا یہ طَریق تھا کہ وہ حنفی بن کر آہستہ آہستہ اپنے مسلک کی اشاعت کرتے چنانچہ جاراللہ زمحشری کو کون نہیں جانتا لیکن وہ ہمیشہ اپنے آپ کو حنفی کہلاتا رہا۔ اِس طرح دیوبندیوں کو دیکھو کہ وہ بھی حنفیّت کا لبادہ اَوڑھ کر عوام کو اپنے جال میں پھنساتے ہیں اِسی طرح اُنہیں جو نسا رنگ بدلنا پڑتے بدلتے ہیں کبھی چشتی بن جاتے ہیں، کبھی قادری، کبھی نقشبندی، کبھی سہروردی اور کبھی سب کچھ بن جاتے ہیں صرف اپنے مذہب کی ترویج کی خاطر۔

(۲)جنازہ کے بعد دعا نہ مانگنے کی بنیاد زاہدی نے رکھی اور وہ اِسی جارُاللہ زمحشری مُعتزلی کا شاگرد تھا۔ فَرق یہ ہے زمحشری نقل میں ثِقہ تھا لیکن زاہدی تو نقل میں بھی غیرِ مُعتَبر ہے جیسے باب دوم میں گزرا اور اُس نے حنفیوں کے اُصول پر قنیہ نامی کتاب لکھی اور اُس میں بے شمار مسائل غلط داخل کئے اُن میں سے ایک یہی جنازہ کے بعد دعا کے عدمِ جواز کا مسئلہ بھی ہے چنانچہ اُس کے غلط مسائل کی نشاندہی علامہ شامی نے رد المختار میں اور صاحبِ رد مختار نے اپنی کتاب میں اور علامہ شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قُدّس سرّہ نے اپنی کتاب "حیوۃ الموات فی اِحیاء الاموات" میں فرمائی ہے۔

(۳)فقہ کی کتابوں میں عدمِ جَواز کی جتنی عبارتیں ملتی ہیں اکثر کا ماخذ قنیہ ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے اَہلِ سنّت قَدیم سے بد گُمانی سے پاک ہیں جب بھی کسی نے کہہ دیا کہ میں سُنّی حنفی ہوں اُس پر اعتماد کیا اور اُس کی نقل کو صحیح مان کر اپنی کتابوں میں داخل کر لیا چنانچہ بہت سے ایسے نُقول(نقل) آپ دیکھیں گے۔

---

[83]) یہ عبارت شرح عقائد فقہ الاکبر اور فتاوی رضویہ شریف میں موجود ہے۔

(منح الروض الازھر شرح الفقه الاکبر. الدعاء للمیّت ینفع خلافاللمعتزلة،ص129130، مصطفی البابی مصر)

اُن میں سے ایک یہی مسئلہ بھی ہے جس سے بعض لوگوں نے دھوکا کھایا اور شُدہ شُدہ (ہوتے ہوتے) وہ نُقول کُتُب میں پھیل گئیں جو آج وہابیوں اور دیوبندیوں کو کام آتی ہیں لیکن تاڑنے والے تاڑ جاتے ہیں جیسے علامہ شامی نے تحقیق کرکے قنیہ کی بنیاد کو کھوکھلا کر دیا وغیرہ۔

مُصالحَتی فیصلہ: الحمد للہ ہم نے قرآن پاک واَحادِیث مبارکہ وفُقَہاء سے نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنے کا ثُبوت کر دیا۔ مخالِفین صرف ایک حدیث پیش کر دیں جس میں حکم ہو کہ اُس وقت دعا مانگنا ناجائز ہے۔ اَز خود اِنکار کو کون مانتا ہے علاوہ اَزیں میّت کو آگے کے بڑا سفر ہے اُس کا زادِ راہ (راہ کا توشہ) اپنے اَعمالِ صالحہ ہیں لیکن وہ بھی قبول ہوئے تو۔ اِس لئے اَحادِیث میں میّت کے لئے دعا اِستِغفار اور صدقات خیرات کا حکم ہے اور دعا ایک ایسا اَمر کہ لاکھوں دُکھ ٹل جاتے ہیں بالخصوص جہاں چالیس (40) آدمی ہوں وہاں تو لازماً دعا قبول ہوتی ہے اب دعا کے فَوائد ملاحظہ ہوں۔

دعا کے فوائد: اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام کی دعا قبول کی اور بیماری میں حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا قبول کی اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السّلام کی دعا قبول کی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے موسیٰ اور ہارون تمہاری دعا قبول ہوئی اور حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول کی۔ اللہ تعالیٰ نے اِسی طرح سب نبیوں کی دعائیں قبول کیں اور مومنوں کو دعا مانگنے کا حکم دیا اور قبول کرنے کا وعدہ فرمایا۔ تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ تَضَرُّع اور عاجزی (عاجزی وانکساری) کے ساتھ مجھ سے دعا مانگو میں اپنے فضل وکرم سے قبول کروں گا۔ اِخلاص کے ساتھ مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری رہائی کی دعا قبول کروں گا۔ بغیر غَفلت کے مجھ سے دعا مانگو۔ بغیر مُہلت کے میں قبول کروں گا۔ سجدے میں مجھ سے دعا مانگو اپنی بخشش اور سَخاوت کے سبب سے میں قبول کروں گا۔ خوشی اور غم میں مجھے پکارو سب مصیبتیں میں دَفع کروں گا۔ تم جس جگہ ہو وہاں سے مجھ سے دعا مانگو میں جس جگہ ہوں وہاں سے قبول کروں گا۔ نمازوں کے بعد دعا مانگو میں سب آفتیں دور کروں گا۔ غلاموں کی طرح مجھ سے مانگو میں زیادہ دینے کی دعا قبول کروں گا۔ تَوَکُّل (کامل بھروسہ) کے ساتھ مجھے پکارو میں تمہارے لئے کافی ہو جاؤں گا۔ بے حِجاب مجھ سے دعا مانگو۔ مالکوں کو جس طرح قبول کرنا چاہیے میں قبول کروں گا۔ ڈر اور طَمع کے ساتھ مجھ سے دعا مانگو شِشوں (توجہ) اور خِلعتوں کے ساتھ، میں قبول کروں گا۔ بغیر سُستی کے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری آرزوئیں پوری کروں گا۔ مُضطَرِب (بے قرار) اور بے تاب ہو کر مجھ سے دعا مانگو میں مصیبتوں کو دور کروں گا مجھ سے معذرت کرو میں گناہ بخش دوں گا۔ اچھے ناموں کے ساتھ مجھے پکارو میں بڑی بخشش دوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا وِصال ہے اِضطرار اور بے قراری کے وقت مجھے پکارو۔ فخر کے ساتھ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ مجھے محبت سے پکارو وِلایت کا درجہ تمہیں دوں گا یعنی اپنا دوست اور ولی کر دوں گا۔ میری اِطاعت کرو میں بدلہ دوں گا اور بعض عالم کہتے ہیں یہ معنی ہیں مجھے ایک کہو میں سب گناہ بخش دوں گا اور بعض کہتے ہیں یہ معنی ہیں مجھے پکارو میں سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔

قشیری کہتا ہے: یہ معنی ہیں مجھے سوال کے ساتھ پکارو میں بخشش کروں گا اور بعض کہتے ہیں یہ معنی ہیں مجھ سے اپنی حاجتیں مانگو اگر میں چاہوں گا تو قبول کروں گا اور بعض کہتے ہیں یہ معنی ہیں بے جَفا کے مجھے پکارو میں بخشش کروں گا۔

حضرت ذُوالنون رحمۃ اللہ علیہ مصری نے کہا ہے: میں نے ایک لونڈی کو طَواف میں یہ کہتے دیکھا "اے خدا تو نے ہم سے یہ کہا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا اور مجھے دعا مانگتے برسوں ہو گئے تو نے میری دعا قبول نہیں کی"۔ اُسی وقت غیب سے آواز آئی ہمیں تجھ سے اور تیری دعا اور تیرے ذکر سے محبت ہے۔ اِس سبب سے ہم نے تیری دعا کے قبول کرنے میں دیر کی تو اپنا چہرہ ہماری طرف سے مت پھیر۔ ذُوالنون مصری نے کہا میں نے ایک جنگل میں سایہ

دیکھا۔ کبھی چھپ جاتا ہے کبھی ظاہر ہو جاتا ہے اور جس کا سایہ تھا وہ شخص دکھائی نہیں دیتا میں نے اُس شخص سے کہا خدا تجھے برکت دے اے سائے والے تو مجھ پر کیوں نہیں ظاہر ہو جاتا تاکہ میں تجھے دیکھ لوں؟ وہ اُسی وقت ظاہر ہو گیا میں نے جو دیکھا تو وہ عورت تھی اور یہ کہہ رہی تھی اے ذُوالنون تو کس قدر لغو (بے فائدہ) ہے تو مجھے دیکھ کے کیا کرے گا؟ میں نے کہا مجھے نیکوں سے محبت ہے۔ اُس عورت نے کہا اگر تجھے خدا سے محبت ہوتی تو اُس کے سوائے تو کسی سے محبت نہ رکھتا۔ میں نے کہا خدا کی قُربت اور نزدیکی کے لئے میں اُن سے محبت کرتا ہوں۔ عورت نے کہا تجھ میں اور بُت پَرستوں میں کچھ فرق نہیں ہے بُت پرست بھی یہی کہتے تھے ہم بُتوں کی عبادت صرف اِسی سبب سے کرتے ہیں کہ ہمیں خدا کے نزدیک کردیں۔ مجھے اُس عورت کے کلام سے تعجُّب ہوا مجھ سے اور اُس عورت سے یہی بات چیت ہو رہی تھی کہ لوگوں نے آکے کہا کہ لٹیرے آئے اور اُنہوں نے قافلے کو لوٹ لیا یہ سُن کر لوگ رونے لگے اور وہ عورت ہنسنے لگی میں نے کہا لوگ تو روتے ہیں اور تم ہنستی ہو؟ عورت نے کہا میں اِس سبب سے ہنستی ہوں کہ اُنہیں لوگوں کا غم اور خیال ہے کہ جن کا پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا موجود ہے۔ میں نے اُس عورت سے کہا کہ آپ کو ہمارے لئے دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ عورت نے کہا اچھا پھر اُس عورت نے آسمان کی طرف سر اُٹھا کر کے کہا اے بِن ستون کے آسمان کے بلند کرنے والے میری دوستی کے حق کے سبب سے کہ جسے تو جانتا ہے دشمنوں کا غلبہ ہم سے دور کردے۔ یکایک اُسی وقت ایک اَبر (بادل کا ٹکڑا) آیا اور تمام آسمان کو گھیر لیا اور اَولے اور مینہ اِس قدر پڑا کہ لٹیروں کے گھوڑے اور اُونٹ سب ہلاک ہو گئے۔ لٹیرے چیخنے اور پکارنے لگے جس نے کہ ہم پر بددعا کی ہے تمہیں خدا کی قسم اُس سے کہو کہ وہ ہمارے لئے دعا کرے۔ ہم اِس مصیبت اور سختی سے نجات پائیں۔ ہم نے جو کچھ لوٹا ہے وہ سب تمہیں دے دیں گے۔

ذُوالنون مصری کہتے ہیں کہ میں اُس عورت کی طرف متوجہ ہوا اور مجھے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی کے نزدیک اُس کا بڑا رُتبہ ہے۔ میں نے اُس سے کہا اے خدا کی بندی لٹیروں کے لئے دعا کر کہ اُن پر بڑی مصیبت آگئی وہ ہمارے مال واپس دیدیں گے۔ اُس عورت نے اُسی وقت لٹیروں کے لئے دعا کی فی الفور سورج نکل آیا اور اندھیری جاتی رہی اور ہوا زمین پر چلنے لگی اور زمین خشک ہو گئی اور لٹیروں نے جو مال لوٹا تھا وہ سب ہمیں دے دیا تو وہ عورت چلی گئی۔[84]

فائدہ دیکھا دعا نے کیا کام کر دکھلایا۔ اِسی لئے میّت کے آنے والے سفر کے لئے دعا مانگنی چاہیے تاکہ جانے والے مسافر کی خَیر ہو۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۳ ذیعقد ۱۴۱۶ھ

۱۲ واں ایڈیشن

84) (صفة الصفوة لابن جوزي، (تابع) ذكر المصطفين من التابعين ومن بعدهم على طبقاتهم في بلدانهم، ذكر المصطفين من العبّاد الذين لم يعرف لهم مستقر وإنما لقوا في أماكن، 508/2، دار الحديث، القاهرة، مصر، الطبعة: 1421هـ/2000م)